

بُيَادُكَارِ اِمَامِ الْعَارِفِيْنَ زُبْدَةِ الصَّالِحِيْنَ حَضْرَتِ غُوثِ الْعَالَمِ  
مُحِبُّوْبِ بَرْدِ اَنْبِيَاءِ مُحَمَّدُوْا سَيِّدِ اَشْرَافِ جِهَانِ اَبْرَهْمَانِيْ قَدِيْسِ



فرمانِ مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم:

بیت المقدس میں ایک نماز پڑھنا

عام مساجد میں پانچ سو نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۲، الحدیث: ۱۰۰ ص ۴۰)



ماہنامہ  
دسمبر ۱۴۳۳ھ  
الاشرف  
کراچی  
Reg. # MC 742

Web: www.ashrafia.net

♦ درس قرآن

♦ درس حدیث

♦ شہنشاہ کونین رضی اللہ عنہ کا بچپن مبارک

♦ اسلامی تاریخ کی 10 بڑی جنگیں

♦ اصطلاحات کا دھوکہ حقوق انسانی کے تناظر میں

♦ حضرت اروی بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

بانی و مدیر اشرفیہ اسلامیہ  
شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف علی خان  
بانی و مدیر اشرفیہ اسلامیہ

ماہنامہ

# الاشرف

کراچی

جمادی الاول  
جمادی الثانی  
۱۳۳۵ھ

دسمبر ۲۰۲۳ء شماره نمبر ۱۲

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار  
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما  
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

## بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میراوح الدین سلطان  
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ  
سید محمد طاہر اشرف الاشرافی البجیلانی قدس سرہ

## روحانی سرپرست

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ  
سید احمد اشرف الاشرافی البجیلانی قدس سرہ

قائد ملت حضرت علامہ  
سید محمود اشرف الاشرافی البجیلانی مدظلہ العالی  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھو چھو شریف امپلگر نگر (بھارت)

## سب ایڈیٹر

صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی

## ایڈیٹر

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی  
سجادہ نشین  
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

فون نمبر:

021-36600676 0321-9258811

مقام اشاعت

درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

قیمت =/40 روپے سالانہ =/400 روپے

نگراں انتظامی امور: سید محبوب اشرف جیلانی  
مشاورت: سید اعراف اشرف جیلانی  
پروف ریڈر: مولانا عرفان اشرفی  
مقصد و ادبی/نعمان اشرفی  
ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ: محمد ابراہیم اشرفی  
محمد اجواد عطاری  
سرکولیشن: محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی  
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشراف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا



# اس شمارے میں

- |    |   |  |
|----|---|--|
| 3  | جناب اختر آزاد صاحب، ہم نامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی ماہنامہ | حمد و نعت  |
| 4  | ایڈیٹر  | آغاز گفتگو                                       |
| 7  | حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ               | درس قرآن   |
| 9  | حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ                | درس حدیث   |
| 11 | جناب محمد سعید کانپوری صاحب   | شہنشاہ کونین رضی اللہ عنہما کا بچپن مبارک        |
| 15 | اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی البھیلانی قدس سرہ             | مکتوبات اشرف المشائخ (صحبت اولیاء کے فوائد)      |
| 17 | ادارہ   | اسلامی تاریخ کی 10 بڑی جنگیں                     |
| 19 | محترمہ تہمینہ صاحبہ   | فضائل صدقات و خیرات                              |
| 22 | صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی  | روحانی ورزش                                      |
| 24 | جناب عارف دہلوی (مرحوم)   | چند لمحے ایک قیدی کے ساتھ                        |
| 28 | صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی  | اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہ کریں                    |
| 30 | ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی  | حضرت علامہ قاری ثار الحق صدیقی اشرفی علیہ الرحمہ |
| 33 | حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ                          | فقہی سوالات کے جوابات                            |
| 35 | پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب  | اصطلاحات کا دھوکہ حقوق انسانی کے تناظر میں...    |
| 41 | سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی   | حضرت اروی بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا            |
| 43 | انتخاب: مولانا حکیم سید بن احمد اشرف  | تندرستی اور درازی عمر کا راز...                  |
| 46 | صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی   | الاشرف نیوز                                      |

صَلَّى اللّٰهُ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ

## نعتِ رسول

عظیم امامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

زمانہ نے زمانہ میں سخی ایسا کہیں دیکھا  
 لبوں پر جس کے سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا  
 مصیبت میں جو کام آئے گنہگاروں کو بخشائے  
 وہ اِک فخرِ دُسل محبوبِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ دیکھا  
 وہ ہادی جس نے دنیا کو خدا والا بنا ڈالا  
 دلوں کو جس نے چکایا عرب کا مہ جبیں دیکھا  
 بے جو فرش پر اور عرش تک اس کی حکومت ہو  
 وہ سلطانِ جہاں طیبہ کا اِک ناقہ نشیں دیکھا  
 مسلمانی کا دعویٰ اور پھر توہین سرور کی  
 زمانے نے زمانہ بھر میں کب ایسا لعین دیکھا  
 ہولب پر اُمتی جس کے، کہیں جب انبیاءِ نفسی  
 دو عالم نے اُسے سالکِ شَفِیْعُ الْمُنْدَبِیْنَ دیکھا



## باری تعالیٰ

## حمد

جناب اختر آزاد صاحب

ہر شے میں نور تیرا ، ہر جا ظہور تیرا  
 ہر ایک لب پہ چرچا ، نزدیک و دور تیرا  
 کیوں تیرے دیکھنے کو بالائے طور جائیں  
 اللہ! جب ہو ظاہر ہر شے میں نور تیرا  
 جو عقل سے ہیں عاری وہ منحرف ہیں تجھ سے  
 قائل ہے صدقِ دل سے ہر ذی شعور تیرا  
 معمور سارا عالم تیری تجلیوں سے  
 ذروں میں تیرا پَر تو ، تاروں میں نور تیرا  
 محروم کون ہے یاں ، فیضِ اتم سے یارب!  
 ہے ضوِ فِکْر جہاں میں ، ہر جا ظہور تیرا  
 اعمالِ گو بُرے ہیں ، افعالِ گو زبوں ہیں  
 پر آسرا ہے ہم کو ربِّ غفور تیرا





فلسطینی مسلمانوں پر ظلم و بربریت:

کو ان کے ظلم و ستم سے روک سکے۔ اردن، شام، عراق جن کی سرحدیں فلسطین سے ملتی ہیں، ان میں بھی کوئی ایک ایسا نہیں جو ان مظلوموں کی مدد کرے ظالم مسلسل ظلم کر رہا ہے اور ظلم کی انتہاء یہ ہے کہ اقوام متحدہ میں جب جنگ بندی کی قرارداد پیش کی جاتی ہے تو امریکہ کی طرف سے ویٹو کر دیا جاتا ہے کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں یعنی جو کچھ ہو رہا ہے اس کو جاری رہنا چاہیے۔ ہمارے ۷۷ مسلم ممالک کی فوجیں بے حس بنی ہوئی تماشادیکھ رہی ہیں۔ ان میں کوئی ایک بھی صلاح الدین ایوبی نہیں جو ان کو لٹا کر سکے، ہم پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ ان ممالک میں سے اگر صرف ایک ملک ہی اسرائیل کو لٹا کر دے کہ ہم حملہ کرنے والے ہیں تو اسرائیل کے ہوش اڑ جائیں گے لیکن افسوس یہ ہے کہ سب اپنی جگہ اطمینان سے بیٹھیں ہیں کسی کو ان مظلوم مسلمانوں کی کوئی فکر نہیں۔ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ کل قیامت کے دن یہ تمام حکمران، ان کی فوجیں اور ان فوجوں کے سپہ سالار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ان مظلوم فلسطینی

ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا مظلوم اور بے گناہ مسلمانوں پر صہونی دہشت گردی مسلسل جاری ہے۔ گھروں کو مسمار کر دیا گیا ہے، عبادت گاہوں اور ہسپتالوں کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ہسپتال میں جو مریض آئی۔ سی۔ یو میں اور کسی بھی شعبے میں زیر علاج تھے وہ سب کے سب شہید ہو گئے اور ظلم کی انتہاء یہ ہے کہ ہسپتال میں داخل وہ خواتین جو ڈلوری کیس کے سلسلے میں وہاں موجود تھیں دہشت گردوں کی بمباری اور میزائل کی وجہ سے شہید ہو گئیں۔ کتنے بچے پیدائش سے پہلے ہی موت کے منہ میں چلے گئے۔ جو کلپ وہاں سے آرہے ہیں ان کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ۷۷ مسلم ممالک کی فوجیں جن کے پاس جدید اسلحہ، توپ، میزائل، بم ہر چیز موجود ہے اور وہ مظلوم مسلمان ان کو مدد کے لیے پکار رہے ہیں لیکن افسوس صد افسوس! مسلم ممالک کے بے غیرت حکمران جامد و ساکت بنے دیکھ رہے ہیں۔ ان ممالک میں کوئی ایک بھی باغیرت، صاحب ایمان ایسا نہیں ہے جو ان ظالم دہشتگردوں

باقی بچا تھا اس کی حفاظت کی جاتی، وہاں پر رہنے والوں کی عزت و مال اور جان کا تحفظ فراہم کیا جاتا اور اس خطے پر شریعت محمدی ﷺ کو پوری طرح نافذ کیا جاتا لیکن افسوس ایسا نہیں ہوا۔ ۷۵ سال گزرنے کے باوجود وہی انگریزوں کا نظام قائم ہے۔ عائلی قوانین اسی طرح موجود ہیں حکمراں یکے بعد دیگرے آتے رہے لیکن ملک کی ترقی اور خیر خواہی اور ملک سے وفاداری کسی میں موجود نہ تھی جس کی وجہ سے ملک قرضوں تلے دبتا رہا یہاں تک کہ ان قرضوں پر مزید سود لگ گیا۔ آئی۔ ایم۔ ایف جب بھی ہمیں قرضہ دیتا ہے تو اپنی شرائط ہم سے منواتا ہے جس میں پیٹرول، بجلی، گیس کے ریٹ کو بڑھانا اور اس کے علاوہ دیگر چیزیں شامل ہیں اسی وجہ سے مہنگائی دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جب کہ متوسط طبقے کو اپنی سفید پوشی قائم رکھنا مشکل ہو رہا ہے اور دوسری طرف حکمرانوں سیاست دانوں اور بیرو کرپشن کی عیاشیاں عروج پر ہیں۔ اگر اس ملک کو سادگی اختیار کرتے ہوئے چلایا جاتا تو یقیناً آج یہ ملک ترقی پر ہوتا لیکن افسوس یہ ہے کہ وزیراعظم، صدر، وزراء، اسمبلی ممبران جج صاحبان اور ان کے علاوہ دیگر سیاسی عہداران میں کسی کو پیٹرول فری دیا جا رہا ہے، کسی کی بجلی، کسی کی گیس اور دیگر چیزیں یا تو فری دی جا رہی ہیں یا بہت کم قیمت وصول کی جا رہی ہیں۔ جب کہ ایک غریب آدمی جو نوکری پیشہ ہے یا کوئی چھوٹا کاروبار کرتا ہے اس کے لیے ٹیکس میں کوئی چھوٹ نہیں۔

مسلمانوں بھائیوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جوان میں شہید ہو گئے ان کے درجات بلند فرمائے اور جو موجود ہیں ان کی عزت و مال اور جانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین ہمارے ملک کی صورت حال:

ہمارا ملک پاکستان جس کے قیام کا مقصد ہی یہ تھا کہ یہاں شریعت کا نفاذ ہوگا اور شریعت کے قانون کی بالادستی ہوگی یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات یہاں پر رائج کیے جائیں گے۔ قائد اعظم محمد علی جناح کا یہی کہنا تھا اور دیگر ہمارے مذہبی اور سیاسی رہنماء جنہوں نے تحریک پاکستان کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ان سب کا مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ ایک ایسا خطہ زمین حاصل کیا جائے جہاں پر مسلمان مذہبی آزادی کے ساتھ رہ سکیں اور دین اسلام پر عمل کر سکیں لیکن افسوس ایسا نہیں ہوا۔ جنہوں نے اس ملک کی خاطر قربانیاں دیں، گھر بار کو چھوڑ کر ہجرت کی، مال و دولت کو اس کی خاطر چھوڑ دیا جو اصل اس ملک سے محبت کرنے والے تھے اور اس ملک کو بنانے والے تھے وہ ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے اور جو باقی تھے انہیں گولی سے اڑا دیا گیا اور ملک کی باگ دوڑ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں آئی کہ جن کا کوئی کردار اس ملک کے بنانے میں نہیں تھا۔ بلکہ انہیں بیٹھے بٹھائے یہ ملک مل گیا اسی لیے انہوں نے ناقدری کی اور ایسے غلط سیاسی فیصلے کیے کہ جن کی بناء پر ملک کا ایک بڑا حصہ الگ ہو گیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ملک کا جب ایک بڑا حصہ الگ ہوا تھا تو جو

پیٹرول، گیس، بجلی دن بدن مہنگی ہوتی چلی جا رہی ہے اور اس کا بوجھ غریبوں پر پڑھ رہا ہے اس نا انصافی اور بے اعتدالی کی وجہ سے ملک قرضے میں ڈوبتا چلا جا رہا ہے۔ متوسط طبقے کو زندگی گزارنا مشکل ہو رہا ہے۔ اس کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ ہمارے حکمران اور اشرافیا سادگی اختیار کرتے ہوئے ان تمام مراعات کو ترک کر دیں جن کی وجہ سے قومی خزانے پر بوجھ پڑھ رہا ہے کیونکہ جب ایک عام نوکری کرنے والا آدمی بجلی، گیس، پانی اور پیٹرول کا بل دے سکتا ہے تو صدر، وزیر اعظم وزراء، جج اور اسمبلی ممبران کیوں نہیں دے سکتے؟ جب تک یہ تفریق ختم نہیں ہوگی اور عدم توازن اور نا انصافی جاری رہے گی اس وقت تک ملک کو ترقی کرنا ناممکن ہوگا۔ ہم سب کو چاہیے کہ سادگی اختیار کریں اور حتی الامکان کوشش کریں کہ اپنے ملک سے وفادار رہیں جب تک ملک سے وفاداری نہیں ہوگی کبھی بھی یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔

کر سکے گا لیکن اگر صورت حال اسی طرح رہی اور جس انداز سے یہ ملک چل رہا ہے، اسی طرح چلتا رہا تو پھر کامیابی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ نظام بدلنا ہوگا جب تک یہ نظام نہیں بدلے گا اس وقت تک کوئی بھی صحیح حکمران نہیں آ سکتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں یہی دعا کر سکتے ہیں کہ اے الہ العالمین! جس نیک مقصد کے لیے ہمارے بزرگوں نے قربانیاں دیں اور اس ملک کو بنایا ہمیں اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیابی عطا فرما۔ ہمیں ایسے صحیح اسلامی حکمران عطا فرما جو یہاں شریعت کو نافذ کر سکیں۔ اس ملک کو یہود و نصاریٰ کی بد نظروں سے محفوظ فرما اور یہاں رہنے والوں کی عزت مال اور ان کی جانوں کی حفاظت فرما۔ ہم تمام مسلمانوں کو راہ شریعت پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ الہ العالمین! ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھ اور اسلام پر موت عطا فرما۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت میں زندہ رہیں اور سرکارِ رسول ﷺ کی سچی محبت میں موت عطا فرما۔ مولیٰ! اس مملکتِ خداداد پاکستان کو قائم و دائم رکھ، اس کے مٹانے والوں کو مٹا دے اور اس کے ختم کرنے والوں کو ختم کر دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاک پائے مخدوم سمنا نی

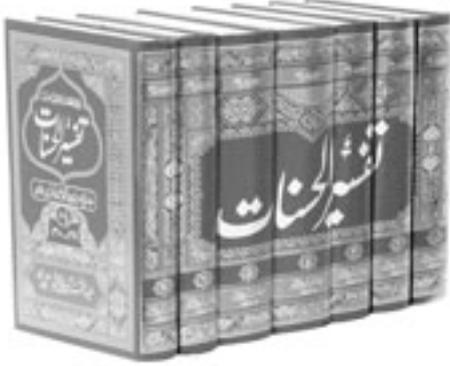
فقیر ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی البجیلانی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

اللہ تعالیٰ نے اس ملک پاکستان کو معدنیات کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ دریاء، سمندر، آبشار، پہاڑ اور ان پہاڑوں میں یا قوت، مرجان، عقیق، سونا اور دیگر قیمتی پتھر موجود ہیں۔ بلوچستان میں سونے کی کانیں موجود ہیں غرض یہ کہ وہ کون سی نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو عطا نہیں فرمائی۔ اگر صرف کسی چیز کی کمی ہے تو وہ ایمانداری اور ملک سے وفاداری کی ہے۔ کاش کوئی ایسا حکمران آئے جو حقیقی معنوں میں اس ملک سے محبت کرتا ہو اور ملک کا وفادار ہو تو یقیناً یہ ملک ترقی

# درس قرآن

حضرت علامہ ابولحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ



ہم پر بھی احکام لازم و واجب ہیں۔ اس لیے کہ شریعتِ مطہرہ میں یہ اصول ہے کہ شرائع سابقہ کے جو احکام ہم تک پہنچیں اور وہ منسوخ بھی نہ ہوئے ہوں تو وہ ہمارے لیے بھی بحالہ واجب و لازم ہیں، جیسا کہ پہلی آیتوں میں بیان ہو چکا۔

دوسری واضح صورت آیت کریمہ سے یہ نکلی کہ شریعتِ محمدیہ میں بھی وہی حکم ہے جو شریعتِ موسوی میں تھا کہ اگر کسی نے کسی کو قتل کر دیا تو اس کی جان مقتول کے بدلہ میں ماخوذ کی جائے گی خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام، مسلم ہو یا ذمی اس لیے حکم میں اطلاق ہے اور المطلق بجزی علی اطلاقہ اصول ہے شانِ نزول بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہود نے حکم میں جو تبدیلی کی کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل نہ کرتے تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کی اس رسم کار دکیا۔

(مدارک رواہ ابن عباس رضی اللہ عنہما)

دوسرا یہ بھی واضح ہوا کہ مماثلت و مساوات کی رعایت ضروری ہے یعنی آنکھ کے مجرم کو آنکھ کی سزا، ناک کے مجرم کو ناک کی سزا، کان کے مجرم کو کان کی، دانت کے مجرم کو دانت کی اور ہر

پارہ نمبر ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر: ۴۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصًا فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارٌ كَلَّهٌ وَمَن لَّمْ يَجِدْكَ يَتَّزِلْ فَآوِ بِرَيْكُ هُمُ الظَّالِمُونَ  
ترجمہ:

اور ہم نے ان پر (یہود پر) واجب کی اس میں (توریت میں) کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے تو جو دل سے بدلہ گرا دے تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جو نہ حکم کرے اتارے ہوئے پر تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

تفسیر:

اگرچہ یہ بیان جو توریت میں یہود کے لیے تھا، توریت کے ہی حوالے سے کلامِ پاک میں وارد ہوا مگر چونکہ ہمیں ان کے ترک کرنے یا اس کے منسوخ ہونے کی کوئی خبر نہیں ملی۔ اس لیے

زخم کے بدلے زخم کی سزا شریعت میں ہے نہ یہ کہ برسوں مہینوں حوالات میں رکھ کر مہینوں برسوں کی سزا دے کر چھوڑ دیا جائے۔

اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں“ اور عدی بن ثابت سے بھی مروی ہے کہ: ”عہد معاویہ میں ایک مقدمہ پر یہ حدیث سنائی گئی“۔ (روح المعانی)

تیسرا یہ بھی واضح ہوا کہ قاتل یا جنایت کرنے والا اپنے جرم پر نادم ہو کر وبالِ آخرت سے بچنے کے لیے بخوشی اپنے اوپر حکم شرع جاری کرائے تو صرف قصاص ہی یعنی دنیا کی سزا ہی اس کے جرم کا کفارہ ہو جائے گا اور آخرت میں اس کی گرفت میں عذاب نہ ہوگا۔ (تفسیر جمل و جلالین)

ایک آدمی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک آدمی کا منہ زخمی کر دیا۔ اس نے دیت دی، اُس نے قصاص کا مطالبہ کیا تو اس نے دیت دُگنی کر دی۔ اُس نے پھر انکار کر دیا اس نے دیت تین گناہ کر دی، اُس نے پھر انکار کر دیا تو حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے یہ حدیث سنائی کی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ”جو آدمی خون کا یا اس سے کم کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے پیدائش سے لے کر مرنے تک کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا“۔

بعض مفسرین مثل روح المعانی، مدارک وغیرہ کے اس طرف گئے کہ صاحبِ حق اگر قصاص معاف کر دے تو یہ معافی اس کے لیے کفارہ ہے اور تفسیر احمدی میں ہے کہ یہ تمام قصاص جب ہی واجب ہوں گے جب صاحبِ حق معاف نہ کرے اور اگر معاف کر دے تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو معاف کر دے اللہ کے واسطے کسی کا خون وہ اس کے لیے پیدائش کے دن سے مرنے کے دن تک کے لیے کفارہ ہے“۔

دیلمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس پر یہ حدیث نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: ”یہ وہ آدمی ہے کہ اس کا دانت توڑا گیا یا اس کا جسم مجروح کیا گیا پھر اس نے معاف کر دیا تو اپنے جسم کی جتنی دیت اس نے معاف کی ہے اسی مقدار کے مطابق اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگر وہ آدمی دیت ہے تو اس کے آدھے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر چوتھا حصہ دیت ہے تو اس کے چوتھا حصہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر تیسرا حصہ دیت ہے تو اس کے تیسرا حصہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر پوری دیت ہے تو

نہ یہ کہ انگریزی قانون کی طرح کہ صاحبِ حق کو حق معافی ہی نہیں بلکہ اس کی مدعی خود حکومت ہوتی ہے۔ اس کے بعد پھر وعید سنائی گئی کہ جو حکم الہی کے خلاف حکم دے وہ ظالم ہیں۔

اب احکام تو ریت کا بیان کر کے احکام انجیل کا ذکر شروع ہوا اس میں بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصدق تو ریت تھے اور تسلیم کرتے تھے کہ وہ منزل من اللہ ہے اور نسخ سے قبل اس پر عمل واجب تھا، پھر شریعت عیسویٰ میں جو اس کے بعض احکام منسوخ ہوئے وہ منسوخ مانے گئے۔



# درسِ حدیث

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

## الفصل الثالث

روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا: میں نے جنابت سے غسل کیا اور فجر پڑھ لی، پھر دیکھا کہ ناخن برابر جگہ کو پانی نہ پہنچا۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اگر تم اس جگہ ہاتھ پھیر لیتے تو کافی ہوتا (۲) (ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ نمازیں پچاس تھیں اور جنابت کا غسل سات بار اور کپڑے سے پیشاب دھونا سات بار (۳) پس حضور انور ﷺ عرض کرتے رہے یہاں تک کہ نمازیں پانچ رہیں اور جنابت کا غسل ایک بار اور کپڑا پیشاب والا دھونا ایک بار (۴) (ابوداؤد)

شرح:

### تیسری فصل

(۱) یعنی شروع اسلام میں بغیر انزال صحبت کرنے سے غسل واجب نہ ہوتا تھا، اب حشفہ غائب ہونے سے غسل واجب ہوگا انزال ہو یا نہ ہو۔ مرقات نے فرمایا کہ: اسلام میں اول صرف عقیدہ توحید فرض ہوا، پھر سورہ منزل والی نماز یعنی رات کی، پھر

عَنْ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ قَالَ إِتَمَّا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُحْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُهِى عَنْهَا. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ فَرَأَيْتُ قَدَرًا مَوْضِعَ الظُّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِبَيْدِكَ أَجْزَأَكَ. (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْسِينِ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَغُسْلُ الْبَزْلِ مِنَ الثُّوبِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْذِنُ حَتَّى جُعِلَتِ الصَّلَاةُ تَحْسِينًا وَغُسْلُ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغُسْلُ الثُّوبِ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً.

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ پانی سے پانی ہے اول اسلام میں اجازت تھی پھر اس سے منع کر دیا گیا (۱) (ترمذی ابوداؤد دارمی)

دریاں یا نہایت کمزور نازک ریشمی کپڑے ان میں بھی اس قدر پانی بہنا کافی ہوتا ہے، لہذا یہ حدیث امام صاحب کے خلاف نہیں۔

پنجگانہ نماز کی فرضیت سے نماز شب کی فرضیت منسوخ ہوگئی، پھر بعد ہجرت روزے اور زکوٰۃ وغیرہ فرض ہوئے۔

(۲) یعنی اگر غسل کے وقت وہاں ہاتھ پھیر لیتے تو پانی بہہ جاتا یا غسل کے بعد وضو وغیرہ کے وقت ہاتھ پھیر کر پانی بہا لیتے تو بھی کافی ہوتا، اب وہ جگہ دھوؤ اور نماز دوبارہ پڑھو حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس جگہ پر صرف مسح کافی تھا، پانی بہانے کی حاجت نہیں کیونکہ غسل میں سارے جسم پر پانی بہانا فرض ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غسل کا کوئی عضو سوکھا رہ گیا اور بہت دیر کے بعد پتا لگے تو وہ دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں بلکہ صرف وہ جگہ دھو دینا کافی ہے۔

(۳) یعنی معراج میں اولاً یہ احکام دیئے گئے، پھر وہاں ہی منسوخ ہو گئے، جیسا کہ آگے آ رہا ہے ان احکام پر عمل کسی نے نہیں کیا کیونکہ عمل سے پہلے نسخ جائز ہے۔

(۴) ظاہر یہ ہے کہ یہ تینوں نسخ معراج کی رات ہی میں ہو گئے۔ بعض نے فرمایا کہ شروع اسلام میں غسل اور کپڑا دھونا سات سات بار رہا جس پر کچھ روز عمل ہوا۔ خیال رہے کہ امام شافعی کے نزدیک نجس کپڑا ایک بار دھونا ہی فرض ہے، جیسے وضو اور غسل میں ایک بار اعضاء دھونا فرض اور ہمارے امام صاحب کے یہاں جب کپڑے پر نجاست نظر نہ آتی ہو تو اتنا دھونا فرض ہے کہ اس کی پاکی کا گمان غالب ہو جائے اس طرح کہ تین بار دھوئے اور ہر دفعہ نچوڑے، مگر صاحبین کے نزدیک بھی جو کپڑے نچوڑنے کے قابل نہ ہوں جیسے بہت موٹی

## ماہانہ درس قرآن

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم

ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی البجیلانی مدظلہ العالی

☆ ہرانگریزی مہینے کے پہلے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد ”نورانی“

11-G نیوکراچی

میں ماہانہ درس قرآن فرماتے ہیں۔

☆ ہرانگریزی مہینے کے دوسرے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد ”امیر حمزہ“

ناظم آباد پہلی چورنگی

میں ماہانہ درس قرآن فرماتے ہیں۔

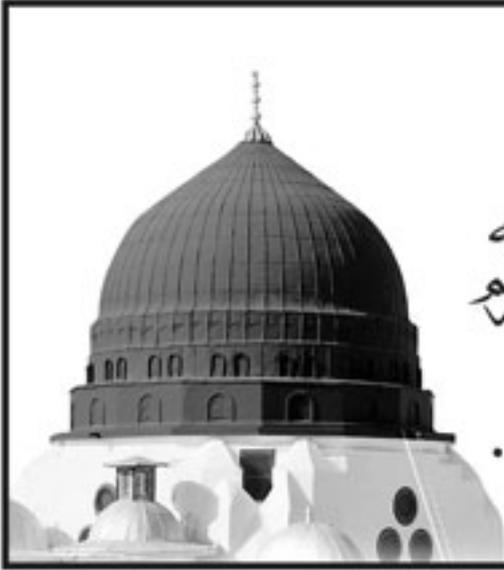
☆ ہرانگریزی مہینے کے تیسرے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد ”نور الاسلام“

اورنگی ٹاؤن

میں ماہانہ درس قرآن فرماتے ہیں۔

گوشہ سیرت



# شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

کا بچپن مبارک ...

✽ جناب محمد سعید کانپوری صاحب ✽

العلمین سبحان اللہ بکرۃ واصیلا ابن اسحاق وغیرہ کے قول کے مطابق حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے چھ سال تک حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے پاس رکھنے کا شرف حاصل کیا۔

شیماء کی لوریاں:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی دولڑکیاں تھیں جن کا نام انیسہ اور شیماء تھا۔ ایک صاحبزادے حضرت عبداللہ تھے، شیماء آپ کو لوری دیتی اور یہ مصر سے پڑھتی تھی:

هذا اخ لي لم تلاه امي وليس من نسل ابى وعمى! قائمه اللهم فيما سنى یہ میرا بھائی ہے جو نہ میری ماں کے بطن سے ہے نہ چچا کی نسل سے، اے اللہ! اسے بڑا کر، بڑا کر۔

انیسہ آپ کو انتہائی عقیدت و محبت کے ساتھ گود میں کھلایا کرتی تھی۔

رحمة اللعالمین ﷺ کی برکتیں:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں بہت کم دودھ دیا کرتی تھیں لیکن جب سے سروردو عالم ﷺ کو لے کر آئی تھیں دودھ کی کثرت ہو گئی یہاں تک کہ دوسروں کو دینے لگیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے جب جانِ عالم ﷺ کو دودھ پلایا تو حسبِ عادت دوسری طرف کا دودھ بھی پیش کیا لیکن حضرت حلیمہ کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ کونین کے فرماں روائے اعظم نے اپنا منہ موڑ لیا۔ یہ کیا بات ہے اتنے سے بچے میں یہ فہم و فراست کہاں سے آئی؟ یہ رواداری اور انصاف کہاں سے سیکھا؟ دل نے کہا: حلیمہ ہوشیار! یہ بچہ کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔ حلیمہ کا مکان جنتی چمنستان اور فردوسی ایوان بن گیا تھا۔ پورا قبیلہ متحیر اور متعجب تھا اور ان کو حضرت حلیمہ کے اس مالی اور اعزازی انقلاب کو دیکھ کر انتہائی حیرت تھی لیکن انہیں کیا معلوم تھا یہ کہ اس کے قدم کی برکتیں ہیں جو رحمة اللعالمین ﷺ بن کر آیا ہے۔

زبان پر اللہ اکبر کی پُر کیف صدا میں:

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ نے حیات ظاہری کی اس منزل میں قدم رکھا۔ جہاں بچے پہنچ کر عادتاً بولنا شروع کر دیتے ہیں تو آپ کی زبان مبارک سے اکثر یہ الفاظ ادا ہوتے تھے: اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب

بت سجدے میں گر گئے:

کردے گا۔ حضرت حلیمہ نے کہا: اے شیخ! میں تجھ پر اپنی جان فدا کرتی ہوں۔ تیری ملاقات کیا ہی اچھی ملاقات ہے، مجھے اس شہر یار کہ کے پاس لے چلو۔ بڈھا حضرت حلیمہ کو عزیزی بت کے پاس لے گیا۔ بخیر بڈھے نے عزیزی کو سجدہ کیا اور کہا کہ: ملک عرب کے مالک اور بخشش کے سمندر یہ پریشان حلیمہ تیرے دربار میں حاضر ہوئی ہے تو اس کی پریشانی دور کر کہ اس کا ایک لڑکا گم ہو گیا ہے اور اس لڑکے کا نام محمد (ﷺ) ہے جیسے ہی بڈھے نے حضور ﷺ کا نام لیا تو تمام بت منہ کے بل سجدے میں گر پڑے اور کہا کہ: ”اے بڈھے تم چلے جاؤ! یہ کہاں تلاش کرتے ہو۔ جس کا تم نے نام لیا وہ تو ہمیں خود پیکار کر دے گا“

جب حضور ﷺ کا وہاں سے بھی کچھ معلومات نہ ملی تو حضرت حلیمہ اور بیقرار ہوئیں اور رونے لگیں حتیٰ کہ حضرت عبدالمطلب تشریف لائے۔ آپ نے سارا واقعہ سنا اور کعبہ کے دروازہ پر حضور ﷺ کے ملنے کی دعا کی تو غیب سے آواز آئی: ”اے عبدالمطلب غم مت کرو! میں ابھی تمہیں اس کا پتہ بتلاتا ہوں“ چنانچہ اس نے کہا کہ: تمہارا مطلوب فلاں جنگل میں فلاں درخت کے نیچے ہے تو حضرت عبدالمطلب اس جنگل میں تشریف لے گئے اور حضور ﷺ کو وہاں پالیا (گلدستہ مشنوی، ج: ۱، ص: ۱۱۱)

**شق صدر:**

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب آپ کی پرورش کر چکیں تو ملکہ معظمہ تشریف لائیں۔ پہلے کعبہ میں گئیں اور پھر حطیم میں (جو کعبہ میں خاص جگہ ہے) حضور انور ﷺ کو لے کر اس کے اندر داخل ہوئیں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آواز سنی کہ: کوئی کہہ رہا ہے کہ: ”اے عظیم! آج تجھ پر بہت بڑا آفتاب طلوع ہوا، تو اپنی قسمت پر ناز کر“ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اس آواز کو سن کر حیران ہو گئیں کیونکہ کہنے والا کوئی سامنے نظر نہ آیا، جب آواز برابر آتی رہی تو حضرت حلیمہ نے حضور ﷺ کو نیچے بٹھا دیا تاکہ آواز دینے والے کو تلاش کریں۔ آپ کو زمین پر بٹھا کر حضرت حلیمہ نے آواز دینے والے کو تلاش کیا مگر اس کا کہیں پتہ نہ چلا، جب صدا دینے والا نظر نہ آیا تو آپ ناامید اور پریشان ہو گئیں اور خوف سے آپ کا جسم کانپنے لگا۔ حضرت حلیمہ نے جس جگہ حضور ﷺ کو بٹھایا تھا جب وہاں واپس آئیں تو وہاں آپ کو نہ پایا اس واقع سے حضرت حلیمہ اور پریشان ہوئیں، آپ کو تلاش کرتی تھیں اور دھاڑے مار مار کر روتی تھیں۔ آپ کے غم میں اس قدر روتیں کہ دوسرے لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہتے ہیں کہ ایک بڈھا لالھی ٹیکتا ہوا حضرت حلیمہ کے پاس آیا اور کہا: اے حلیمہ! تجھے کیا ہوا ہے؟ حضرت حلیمہ نے سارا واقعہ بیان کیا۔ بڈھے نے حضرت حلیمہ سے کہا: اے بیٹی! غم نہ کر کہ میں تجھ کو بھی ایک ایسے بڑے بادشاہ کے پاس لے چلتا ہوں جو تمہارے دکھ درد کو دور

یہاں یہ بھی بیان کر دینا بہت ضروری ہے کہ شق صدر کا واقعہ ۴ سال کی عمر تشریف میں حضرت حلیمہ کے یہاں ہی پیش آیا ایک دن حضور ﷺ حضرت حلیمہ کے لڑکے کے ساتھ تھے جو اپنے

میں بنائے، ورنہ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مؤرخین اپنے ممدوح کی تعریف میں جادہ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں اور ہر کام کو جذبات میں ڈوب کر پیش کرتے ہیں لیکن حضور ﷺ کی سیرت لکھنے والوں نے جو کچھ لکھا کافی تحقیق کے بعد اور جو کچھ کہا سپرد قلم کیا۔ پوری پوری دیانت داری کے ساتھ حضور ﷺ کے اس حکم کا نتیجہ ہے کہ آپ حالات زندگی جانبداری و غلو سے پاک و صاف ہیں، جس نے جو کچھ دیکھا تھا اتنا ہی بیان کیا جس بات کا ثبوت نہ مل سکا اس کے بیان کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی ناقابل انکار حقیقت:

آج ہم بڑے فخر سے بتا سکتے ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ کیا تناول فرماتے؟ کس چیز کو پسند کرتے؟ آپ ﷺ کا لباس کیسا تھا؟ کہاں عبادت کرتے؟ کس طرح عبادت کرتے؟ زمانہ طفلی کیسے گزرا؟ عزیزوں سے آپ کا سلوک کیسا تھا؟ غریبوں سے کتنی ہمدردی تھی؟ یتیموں اور بیواؤں سے کس محبت سے پیش آتے؟ صداقت، امانت، دیانت، ریاضت عبادت میں آپ کا کیا مرتبہ تھا؟ میدان جنگ میں ایک سپہ سالار کی حیثیت سے آپ ﷺ کیسے تھے؟ فاتح کی حیثیت سے آپ ﷺ ہمارے ہوئے لوگوں سے کس طرح پیش آتے اپنے صحابہ کو آپ ﷺ نے کیا تعلیم دی۔ کفار و مشرکین سے آپ ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟ منافقین کے ساتھ کیا برتاؤ تھا غرض آپ کی زندگی مبارک کا ہر پہلو اتنا روشن و تابناک ہے کہ ہم دنیا کے سامنے مستند طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں

مکان کے پیچھے بھیڑ چرا ہے تھے اچانک دوسفید پوش آئے انہوں نے حضور ﷺ کو لٹا کر پیٹ اور سینہ چاک کیا یہ دیکھ کر عبد اللہ بھاگ کر ماں کے پاس آئے اور کہنے لگے: امی قریشی کی خبر لو، دو آدمیوں نے اس کا پیٹ چاک کر دیا ہے یہ سنتے ہی حلیمہ اور ان کے شوہر دوڑے دیکھا تو آپ ﷺ بخیریت تھے آپ کے شوہر نے کہا: کچھ آسبی خلل ہے۔ حلیمہ نے جواب دیا: میرے بیٹے کی شان بہت بڑی ہے، خدا کی قسم! اس پر شیطان بھی قابو نہیں پاسکتا۔ آپ ﷺ کا شق صدر ۴ مرتبہ ہوا پہلا شق صدر ۴ سال کی عمر میں دوسری مرتبہ ۱۰ برس کی عمر شریف میں، تیسری مرتبہ غار حرا میں اور چوتھی مرتبہ شب معراج میں۔

سیرت پیغمبر اسلام کی صحت کی بنیادی وجہ:

یہاں قارئین اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں کہ حضور ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ دنیا کے کسی انسان کے حالات زندگی اتنے مستند طریقہ سے آج تک قلم بند نہیں کیے گئے جیسا کہ آپ ﷺ کے حالات زندگی انتہائی احتیاط اور پوری تحقیق کے بعد حوالہ قلم کیے گئے ہیں اور اس میں خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی مشعل راہ بنا ہے اور مؤرخین کے کلیجے کانپ گئے جب آمنہ کے لال کا یہ فرمان سامنے آیا کہ: ”جس نے مجھ سے غلط بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانہ دروزخ میں بنایا۔“ دل کی گہرائیوں میں اتر کر فیصلہ کیجئے کہ کون ہے وہ شخص جو سرور دو عالم ﷺ سے غلط بات منسوب کر کے اپنا ٹھکانا جہنم

تک بتا سکتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے نعلین شریف کیسے تھے؟ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ دنیا فن تاریخ میں اس قدر ترقی کر جانے کے بعد بھی صداقت دیانت کی ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے مسلمان مؤرخین اور سیرت نگاروں کو چھوڑیے غیر مسلم متعصب مؤرخین کی تصانیف اٹھا کر دیکھیے ہر قسم کی تنقید کے بعد بھی ان کو پیغمبر اسلام ﷺ کی صداقت کا اعتراف کرتے ہوئے پائیں گے۔ کفار عرب جن سے زیادہ حضور ﷺ کا دشمن کوئی نہیں ہو سکتا، دشمنی کے باوجود صاف صاف اعتراف کرتے تھے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے صادق و امین ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

ابو جہل کہتا تھا میں جانتا ہوں کہ محمد خدا کے رسول ہیں مگر ایمان نہ لاؤں گا۔ خیال یہ تھا کہ دنیا یہ کہے گی قبیلہ قریش کا ایک سردار بے سرو سامان انسان سے شکست کھا گیا۔

### حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتقال:

حضور ﷺ کی عمر شریف چھ سال کی تھی آپ کے والدہ نے مدینہ شریف جانے کا پروگرام بنایا۔ اپنی خادمہ ام ایمن کو ساتھ لے کر مدینہ شریف کے لیے روانہ ہو گئیں تقریباً ایک ماہ مدینہ شریف میں قیام رہا۔ عزیزوں سے ملاقات کر کے پھر مکہ کے لیے روانہ ہو گئیں راستہ میں طبیعت ناساز ہوئی، مقام ابوا میں قیام کیا، مرض شدت سے بڑھ گیا حکم الہی آ گیا یعنی آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

عہد طفلی میں حضور ﷺ کے لیے یہ صدمہ عظیم تھا۔ وصال سے قبل

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے فرزند سید عالم ﷺ کی طرف محبت بھری نظر ڈالی اور آنکھوں میں آنسو بھر کر رقت آمیز کلمات کے ساتھ ارشاد فرمایا: ”اے میری آنکھوں کے نور! تم خدائے برحق کی طرف سے خلوق کی ہدایت کے لیے معبوث کیے گئے ہو جو زندہ ہے اسے مرنا ضرور ہے میں بھی انتقال کر جاؤں گی مگر ذکر خیر تاابد زندہ رہے گا کیونکہ میں نے دنیا میں ذکر خیر چھوڑا ہے“ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض لوگ آپ کے والدین حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں صحیح خیالات نہیں رکھتے اور رریک حملے کرتے ہیں معاذ اللہ ان کو کفر سے ملوث کرتے ہیں حالانکہ فقہائے متکلمین کے اس سلسلے میں جتنے بھی اقوال ہیں ان سب کا ما حاصل یہی ہے کہ آپ کے والدین مسلمان ہیں کیونکہ نور محمدی ہمیشہ پاک اصلا ب اور طاہر ارحام میں منتقل ہوتا ہوا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو تفویض ہوا تھا۔ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا وَ تَقَلَّبَكَ فِي السَّجْدِينَ اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۱۹) آیت مبارکہ کے پیش نظر آپ کے آباؤ و اجداد میں سب کے سب حق پرست تھے اور مشرک یا کافر کوئی بھی نہ تھا۔ غرضیکہ علمائے اہلسنت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ کے والدین حق پرست تھے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلی نور اللہ مرقدہ نے اس سلسلے میں ایک کتاب شمول الاسلام تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں اس بات کی واضح نشاندہی کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کو کافر کہنا ایک اعلیٰ درجے کی حماقت ہے۔



## مکتوباتِ اشرف المشائخ <sup>قدس سرہ</sup>

حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے اپنی حیات مبارکہ میں مریدین کے نام مختلف اوقات میں مکتوبات تحریر فرمائے، جو شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کا خزانہ ہیں۔ ان کی افادیت کے پیش نظر انہیں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے: (ایڈیٹر)

محبی و مخلصی جناب زاہد حسن اشرفی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے اولیاء اللہ کی صحبت کے متعلق سوال کیا ہے کہ اس سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟ اور اس کے برکات و ثمرات کیا ہوتے ہیں؟ ارباب طریقت و اصحاب حقیقت پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ نیکوں کی صحبت انسان کو نیک بناتی ہے اور بروں کی صحبت برا بناتی ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کی صحبت اختیار کرے تاکہ اس کے اعمال و افعال و کردار نیک ہو جائیں۔ جو لوگ اولیاء اللہ کی صحبت میں رہتے ہیں ان کا ذہن پاکیزہ اور اعمال نیک ہو جاتے ہیں ان کی صحبت میں بیٹھنے والا غرور و تکبر سے دور ہوتا ہے اور عاجزی و انکساری کا پیکر بن جاتا ہے۔ ہمارے سلسلہ اشرفیہ کے بانی تارک السلطنت، محبوب یزدانی حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ ”لطائف اشرفی“ میں صحبت اولیاء کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ”ہو جاؤ نیکوں کے ساتھ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنے چہروں کو عارفین کے آئینہ قلب میں دیکھو۔ مخفی تر ہے کہ عارفوں کے آئینہ سے مراد ان کی معرفتوں کی حالتیں ہیں کہ اپنے حال کے چہرہ اور اپنے اعمال کے سایہ کو طالعان صادق اور سالکانِ واثق اس طائفہ کے واقعات و مقامات کو اسی آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ اگر غرور و پندار کا تنکا ان کے احوال کی داڑھی میں ہوتا ہے تو جھاڑ دیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہمارے اقوال و افعال ان مقدسوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ غرور کو اپنے اعمال سے نکال دیتے ہیں اور اپنی کمزوری ان بزرگوں کے مقابلہ میں محسوس کرتے ہیں اور غرور و مکاری اور خود پسندی سے پرہیز کرتے ہیں

جیسا کہ بعض بزرگ عارفوں نے فرمایا ہے کہ اپنے حالات کا خلق کے حالات سے موازنہ نہ کرو بلکہ صدیقین کے حالات سے موازنہ کرو تا کہ تم کو ان کی فضیلت اور اپنی ناداری معلوم ہو۔

حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ اس ارشاد مبارک میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اپنے آپ کو ان اہل اللہ جیسا نہ سمجھوان کا مقام بہت بلند ہے، تم ان کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے اور دوسری بات یہ کہ غرور و تکبر کو اپنے دل سے نکال دو کیونکہ اگر ایسا نہیں کرو گے تو تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ لہذا جو بھی عمل کروا خلاص کے ساتھ کرو اور ان بزرگانِ دین کے سامنے اپنے اعمال کو بہت کم تر خیال کرو۔ پتا چلا کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ان بزرگانِ دین اولیائے کاملین جیسا نہ سمجھے بلکہ عاجزی و انکساری اختیار کرتے ہوئے ان کی بارگاہ میں حاضری دے اور نیت صرف یہ رکھے کہ اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں، مقررین بارگاہِ الہی ہیں اور اس کے محبوب ہیں اس لیے ان کی بارگاہ میں عقیدت و محبت اور فیض لینے کے لیے حاضر ہو کیونکہ جو شخص بزرگانِ دین کی صحبت اس لیے اختیار کرتا ہے کہ اُسے فیض ملے گا تو یقیناً اُسے فیض ملتا ہے اور ان کی محفل میں برسنے والی رحمتوں کی برسات اور تجلیاتِ ربانی سے وہ بہر مند ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں ان اولیاء اللہ سے فیض حاصل ہو تو صدقِ دل کے ساتھ یعنی سچی عقیدت کے ساتھ ان کی بارگاہ میں حاضری دیں اور یقین رکھیں کہ وہ ضرور کرم نوازی فرمائیں گے تو پھر حقیقت میں وہ بزرگانِ دین اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں اور اپنی صحبت میں رہنے والوں پر خصوصی نگاہِ کرم فرماتے ہیں اور اپنے فیوض و برکات سے مستفیض فرماتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو کسی ولی کی بارگاہ میں اس کا امتحان لینے کے لیے جاتے ہیں ناکام و نامراد لوٹتے ہیں انہیں کبھی بھی فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔ طریقت کا اصول یہ ہے کہ جب کسی بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے تو سچی لگن، صدقِ عقیدت اور محبت کے ساتھ حاضری دی جائے اور حقیقتِ حال بھی یہی ہے کہ جو لوگ سچی عقیدت لے کے حاضر ہوتے ہیں وہ سب کچھ پالیتے ہیں اور جو بناوٹی عقیدت و محبت لے کر جاتے ہیں وہ خالی ہاتھ واپس لوٹتے ہیں۔ اُمید ہے کہ اب آپ صحبتِ اولیاء کے فیوض و برکات، ان کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا طریقہ اور ان سے فیضیاب ہونے کا طریقہ جان چکے ہوں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو ان بزرگانِ دین اولیائے کاملین کے نقشِ قدم پر چلنے، ان کی صحبت میں رہنے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

خاکپائے مخدوم سمنانی

سید احمد اشرف جیلانی



# اسلامی تاریخ کی 10 بڑی جنگیں

ادارہ

قیادت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ تعداد تقریباً ۳۰ ہزار۔

(۴) جنگ عین جالوت:

سن ۱۲۶۰ء میں مصر کے مملوکوں اور ایران کے ایلخانی منگولوں کے درمیان لڑی گئی، اس میں پچھلے چار دہائیوں سے پوری اسلامی دنیا کو تباہ و برباد کر دینے والے وحشی منگولوں کو پہلی بار شکست ہوئی اور یہ ریلا فلسطین سے آگے نہ بڑھ سکا، مسلمانوں کی فوج کے سپہ سالار رکن الدین بہرہس تھے۔ تعداد ۲۰ ہزار۔

(۵) جنگ ترائن (دوسری):

سن ۱۱۹۲ء میں ہندوستان کے راجپوت راجاؤں اور غوری سلطنت کے درمیان لڑی گئی۔ اس جنگ نے مشرقی ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کر دیا اور ہندوؤں کا بڑا راجہ رائے پتھورامارا گیا اور مسلمانوں نے اگلی چھ صدیوں تک ہندوستان پر حکومت کی مسلم فوج کی قیادت سلطان محمد غوری رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ تعداد: ۸۰ ہزار

(۱) جنگ بدر:

سن ۶۲۴ء میں لڑی گئی، حق اور باطل کی فیصلہ کن جنگ جس میں مسلمانوں کی قیادت حضرت محمد ﷺ کر رہے تھے۔ تعداد ۳۱۳

(۲) جنگ قادسیہ:

سن ۶۳۶ء میں لڑی گئی، اس میں ساسانی سلطنت کی قسمت کا ستارہ غروب ہو گیا اور مسلمان دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن کر ابھرے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں عراق کے ایک میدان قادسیہ میں لڑی گئی۔ جس میں مسلمانوں کی قیادت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ تعداد تقریباً ۴۰ ہزار۔

(۳) جنگ یرموک:

سن ۶۳۶ء میں لڑی گئی جس میں مشرقی رومی سلطنت (بازنطینی) کا سب سے اہم صوبہ سوریہ (آج کا شام، فلسطین، اردن، لبنان) مسلمانوں کے زیر اثر آیا۔ یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اردن کے علاقے یرموک میں لڑی گئی۔ مسلمانوں کی

(۶) جنگ وادی الکبیر:

سن ۱۱۷۱ء میں لڑی گئی، اندلس (ہسپانیہ و پرتگال جو اس وقت وندال کہلاتا تھا) سے گاتھ سلطنت کا خاتمہ ہوا اور مسلمانوں نے آٹھ صدیوں تک وہاں علم و فن کے چراغ روشن کیے، مگر آپس کی نا اتفاقی کی وجہ سے آہستہ آہستہ عیسائیوں نے دوبارہ اس پر قبضہ کر لیا، مسلمانوں کی قیادت امیر طارق بن زیاد نے کی۔  
تعداد: ۱۲ ہزار

(۷) جنگ ملاز جرد:

سن ۱۰۷۱ء میں سلاجقہ عظام اور مشرقی رومی سلطنت کے درمیان لڑی گئی۔ اس جنگ نے نہ صرف بازنطینیوں کے پچھلی ایک صدی سے عالم اسلام کی طرف بڑھتے ہوئے قدم روک دیئے بلکہ اناطولیہ (آج کا ترکیہ) پر پہلی دفعہ مسلمانوں کا مستحکم طور پر قبضہ ہو گیا اور فتح قسطنطنیہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ مسلمانوں کی قیادت سلطان الپ ارسلان کے ہاتھ میں تھی جبکہ رومیوں کا بادشاہ رومانوس جنگ میں قید ہوا۔ تعداد: ۱۵ سے ۲۰ ہزار

(۸) جنگ نکوپولس:

سن ۱۳۹۶ء میں سلطنت عثمانیہ اور یورپ کی متحدہ طاقتوں کے درمیان لڑی گئی۔ اس جنگ نے مشرقی یورپ کی قسمت کا فیصلہ مسلمانوں کے حق میں کر دیا، اس کو آخری صلیبی جنگ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے بعد یورپ میں مذہب کی بنیاد پر نہیں بلکہ قومیت کی بنیاد پر جنگیں لڑی جانے لگیں۔ عثمانیوں کی

قیادت سلطان بایزید یلدرم کے ہاتھ میں تھی اور مسلمانوں کی تعداد: ۲۰ ہزار سے زیادہ تھی۔

(۹) جنگ کنواہہ:

سن ۱۵۲۷ء میں نوزائیدہ مغلیہ سلطنت اور ہندوستان کے راجپوت راجہ رانا سنگرام سنگھ کے درمیان ہوئی اور راجپوتوں کے تقریباً ساڑھے تین صدیوں بعد ایک بار پھر مرکزی ہند کی طرف بڑھتے قدم رُک گئے اور ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت ایک دفعہ پھر استحکام کی راہ چل پڑی تیموریوں کی قیادت ظہیر الدین بابر کے ہاتھ میں تھی اور تعداد تقریباً ۳۰ ہزار تھی۔

(۱۰) جنگ حطین:

سن ۱۱۸۷ء میں فلسطین کے مقام حطین میں لڑی گئی۔ تقریباً اٹھاسی برس بعد مسلمانوں نے دوبارہ بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اور صلیبیوں کے مصر اور شام کی طرف بڑھتے قدم روک دیئے گئے۔ مسلمانوں کی قیادت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے کی اور اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد ۲۰ سے ۲۵ ہزار کے درمیان تھی۔

تنگدست کو مہلت دینے کی فضیلت

فرمان رسول اللہ ﷺ:

جس نے تنگدست کو مہلت دی اس کے لیے مہلت ختم ہونے تک روزانہ اتنی ہی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔

(المستدرک، الحدیث: ۲۲۶۲، ص: ۲۲۶)



# فضائل صدقات و خیرات

◊ محترمہ تہمینہ صاحبہ ◊

وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ  
ترجمہ: کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو  
ہاں اصلی نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور  
کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے  
رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور  
گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے۔

پارہ: ۲، سورۃ البقرہ، آیت: ۱۷۷)

اسی سورۃ میں دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا  
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں  
نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب

ہیں۔ (پارہ: ۲، سورۃ البقرہ، آیت: ۱۹۵)

اسی سورۃ میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ

ترجمہ: اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل

تمام تعریفیں اس خدائے واحد کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا  
مالک و مختار ہے بے شمار درود و سلام ہوں رسول کریم ﷺ پر  
آپ کی آل و اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر۔

اللہ پاک کے کلام اور اس کے سچے رسول سید البشر ﷺ کے  
ارشادات کے مطابق مال خرچ کرنے کی ترغیب اور اس کے  
فضائل اتنی کثرت سے وارد ہوئے ہیں کہ حد نہیں۔ ان کو  
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیسہ پاس رکھنے کی چیز ہے ہی نہیں  
یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہے۔ اس زمانے  
میں جب مسلمانوں پر ان کے اعمال کی بدولت ہر طرف سے  
ہر قسم کی بلائیں مسلط ہو رہی ہیں۔ صدقات کی بہت زیادہ  
کثرت کرنی چاہیے۔

سورہ بقرہ میں جگہ جگہ صدقہ دینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ چنانچہ  
ارشاد ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ  
مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى  
الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ

دیکھ لے البتہ اخلاص شرط ہے ریا اور فخر نہ ہو کہ حق تعالیٰ کے ہاں سارا دار و مدار نیت پر ہے۔

انما الاعمال بالنیات مشہور حدیث ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ جہاں نیک نیتی ہو ایسا عمل ثمرات لائے بغیر نہیں رہتا اور جہاں شہرت اور عزت مقصود ہو تو وہاں نیکی برباد اور گناہ لازم ہو جاتا ہے وہاں برکت کا سوال ہی نہیں رہتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ریا اور دکھاوے جیسی نیکیوں کو برباد کرنے والے گناہ سے تمام مسلمانوں کو بچائے۔ آمین

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: ”پہلے لوگ اس کو برا سمجھتے تھے کہ کوئی دن صدقہ کرنے سے خالی جائے چاہے ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو چاہے روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو“۔  
سورہ حدید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ  
ترجمہ: اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے۔

(پارہ: ۲۷، سورۃ الحدید، آیت: ۱۰)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُضْتَدِّقِيْنَ وَالْمُضْتَدِّغِيْنَ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضْعَفُ  
لَهُمْ وَاَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ

ترجمہ: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دوونے ہیں اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے۔ (پارہ: ۲۷، سورۃ الحدید، آیت: ۱۸)

بچے (جتنا ضرورت سے زائد ہو)۔ (پارہ: ۲، سورۃ البقرہ، آیت: ۲۱۹)  
اسی سورۃ میں ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَلْتَبَّتْ  
سَبْعَ سَنَابِلٍ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّمَّاتَةٌ حَبَّةٌ وَاَللّٰهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ  
وَاَللّٰهُ وٰسِعٌ عَلِيْمٌ

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بائیں ہر بال میں سودا نے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

(پارہ: ۳، سورۃ البقرہ، آیت: ۲۶۱)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَاُوْبِي الصَّدَقٰتِ

ترجمہ: حق تعالیٰ شانہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ (پارہ: ۳، سورۃ البقرہ، آیت: ۲۷۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ”جو شخص ایک کھجور کی بقدر بھی صدقہ کرے بشرطیکہ طیب مال سے ہو خبیث مال سے نہ ہو تو حق تعالیٰ اس صدقہ کی پرورش کرتا ہے۔ جیسا کہ تم لوگ اپنے بچھڑے کی پرورش کرتے ہو حتیٰ کہ وہ صدقہ بڑھتے بڑھتے احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔“

جو شخص صدقہ اخلاص کے ساتھ کثرت سے کرتا رہتا ہے اس کی آمدنی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جس کا دل چاہے تجربہ کر کے

نے ارشاد فرمایا کہ: ”اپنے مالوں کو زکوٰۃ ادا کر کے پاک کرو اور اپنے بیماروں سے صدقہ سے علاج کرو اور مصیبتوں کی موجوں کا دعا سے استقبال کرو صدقہ نیکوں کو بڑھاتا ہے۔“

ایک حدیث میں آیا ہے کہ: ”صدقہ کرنا ستر بلاؤں کو روکتا ہے، جن میں کم از کم درجہ جذام اور برص کی بیماری ہے۔“ ایک حدیث میں آیا ہے کہ: ”اپنے تفکرات اور غموں کی تلافی صدقہ سے کیا کرو۔ اس سے اللہ تعالیٰ تمہاری مصیبت کو بھی رفع کرے گا اور تمہارے دشمن پر تمہاری مدد کرے گا۔“ ایک حدیث میں آیا ہے کہ: ”جب کوئی شخص کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے تو جب تک پہننے والے کے جسم پر ایک بھی ٹکڑا رہے گا اس کپڑے کا پہنانے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ”صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دور کرتا ہے اور بری موت کو ہٹاتا ہے۔“

علماء نے لکھا ہے کہ: ”صدقہ موت کے وقت شیطان کے وسوسے سے محفوظ رکھتا ہے اور مرض کی شدت کی وجہ سے ناشکری کے الفاظ کہنے سے روکتا ہے، صدقہ قبر کی گرمی کو زائل کرتا ہے، آدمی قیامت کے دن اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا جتنا زیادہ صدقہ کرے گا اتنا ہی زیادہ سایہ ہوگا۔“

اللہ تمام مسلمانوں کو صدقہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: ”صبح کو سویرے سویرے صدقہ کر دیا کرو اس لیے کہ بلا صدقہ سے آگے نہیں بڑھتی۔“

ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا صدقہ ثواب کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یہ کہ: ”تو صدقہ ایسی حالت میں کر کہ تندرست ہو مال کی حرص دل میں ہو اپنے فقیر ہو جانے کا ڈر ہو اپنے مالدار ہو جانے کی تمنا ہو اور صدقہ کرنے کو اس وقت تک مؤخر نہ کر کہ روح حلق تک پہنچ جائے (یعنی مرنے کا وقت قریب آجائے) تو یوں کہے کہ اتنا مال فلاں کا اور اتنا مال فلاں کا حالانکہ اب مال وارثوں کا ہو گیا۔“

حدیث شریف میں ہے کہ مرنے کے بعد ان چیزوں کا ثواب میت کو ملتا رہتا ہے کسی کو علم پڑھایا ہو کوئی نہر جاری کی ہو کنواں بنوایا ہو درخت لگایا ہو مسجد بنوائی ہو یا ایسی اولاد چھوڑی ہو جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہے۔ انسان کے مرنے کے ساتھ ہی اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے بجز اس کے کہ وہ کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گیا ہو۔ مردہ زندوں کی طرف سے ایصال ثواب کا شدید ضرورت مند ہوتا ہے کہ کوئی دعا، نفل عبادت صدقہ خیرات وغیرہ اس کے عذاب کو ہٹا دے۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”کوئی بلا و مصیبت آنے والی ہوتی ہے تو وہ صدقہ کی وجہ سے پیچھے رہ جاتی ہے۔“ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ: ”صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کرتا ہے۔“ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ



# روحانی ورزش

صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی

قطب ربانی قدس سرہ“ آگئی۔ دوران مطالعہ ”ذکر کی فضیلت“ کے متعلق حضرت قطب ربانی ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف جیلانی علیہ الرحمہ کا ارشاد گرامی دیکھا۔

آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: ”ذکر کی دو قسمیں ہیں، ایک ذکر بالسان دوسری ذکر بالقلب۔ ذکر بالسان کا مطلب زبان سے ذکر کرنا اور ذکر بالقلب کا مطلب دل سے ذکر کرنا۔“

تو اگر تصور کر لیا جائے کہ ذکر الہی روحانی ورزش ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں جس طرح جسمانی ورزش ہر انسان کے بدن کی صحت کے لیے ضروری ہے اسی طرح ذکر الہی باطنی ورزش ہے، جو انسان کی روح کے لیے ضروری ہے۔ جیسے جسمانی ورزش کے لیے اہتمام ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً ورزش کے کپڑے مختلف ہوتے ہیں، اس کی جگہ مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی ورزش (یعنی ذکر الہی) کے لیے بھی اہتمام ضروری ہے۔ پاک اور صاف لباس کا ہونا، صحیح جگہ کا ہونا، وقت کا متعین ہونا وغیرہ وغیرہ۔ پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر ہم کسی کو کوئی نصیحت کرتے ہیں تو وہ اس وقت تک بندے پر اثر نہیں

چند روز قبل ایک صاحب دانش سے ملاقات ہوئی۔ وہ ایک نوجوان کو جو کہ کافی فریبہ ہوتا جا رہا تھا، نصیحت کر رہے تھے کہ: بیٹا! اپنی صحت کا خاص خیال رکھو اور اپنے وزن کو زیادہ بڑھنے نہ دو، تمہیں ابھی اندازہ نہیں ہے اس بات کا۔ اس کا اندازہ تمہیں اس وقت ہوگا جب تمہاری عمر ۴۰ سال سے زیادہ ہو جائے گی اور تمہارے اعضاء جسم جواب دے جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ تمام حکمت بھری باتیں سننے کے بعد میرے ذہن میں چند سوالات اٹھنے لگے اور وہ یہ تھے کہ جسم کو صحیح رکھنے کے لیے تو جسمانی ورزش ہے اور اس کے کرنے کی تبلیغ و ترغیب بھی سب ہی دیتے رہتے ہیں مگر کیا روح کی بھی کوئی ورزش ہے اور کیا کوئی ایسا بھی طریقہ ہے جس سے انسان اپنی روح کی صحت کا خیال رکھ سکے؟ پھر جو شخص ورزش کرتا ہے ورزش کے متعلق اسی کی نصیحت لوگوں پر اثر بھی کرتی ہے نا کہ ایسے شخص کی کہ جو خود ہی اپنی صحت کا خیال نہ رکھتا ہو اور اپنے ہی حال سے بے حال ہو۔

انہی دنوں راقم کے مطالعہ میں ایک کتاب بنام ”ملفوظات

آپ کی سوانح حیات میں موجود ہے کہ ایک روز آپ پر فالج کا حملہ ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب کو گھر پر ہی بلوایا گیا تو انہوں نے تقریباً ایک گھنٹے تک حضرت کا معائنہ کیا۔ کانوں میں آلہ لگایا سینہ چیک کیا، دل چیک کیا، ہاتھ پیر ہلا کر دیکھے بعد میں کچھ دوائیاں تجویز کیں جب واپس ہونے لگے تو ۵۰ روپے فیس ان کی خدمت میں پیش کی گئی، انہوں نے یہ کہہ کر واپس کر دی کہ: ”میں نے اس سے زیادہ فیس لی ہے“۔ معلوم کرنے پر ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ: ”جب میں نے ان کے سینے پر آلہ لگایا تو اللہ ہوا اللہ ہوئی آواز آ رہی تھی ان میں روحانیت کا بہت غلبہ ہے آج تک میں نے ایسا کوئی مریض نہیں دیکھا کہ جس کے دل سے اللہ ہوا اللہ ہوئی اس قدر صاف آواز آ رہی ہو“۔

قارئین کرام! یہ وہی روحانی ورزش ہے جو ہر ایک مسلمان کو کرنی چاہیے کیونکہ جتنا عرصہ انسان ذکر الہی کرتا ہے وہ ذکر اس کے دل و دماغ میں پختہ ہوتا چلا جا رہا ہوتا ہے۔ اگر ہم بھی روزانہ کی بنیاد پر روحانی ورزش یعنی ذکر کرنے کی عادت بنا لیں تو ہماری زندگیاں چین اور سکون سے بھرپور ہو جائیں گی اور ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب ہوں گی۔

..... \* ..... \* ..... \* ..... \* ..... \* ..... \*

ہمیں معلوم ہے ہم سے سنو محشر میں کیا ہوگا  
سب اس کو دیکھتے ہوں گے وہ ان کو دیکھتا ہوگا

کرتی جب تک ہم خود وہ کام نہ کرتے ہوں جیسا کہ جو شخص خود ورزش کرتا ہے ورزش کے متعلق اسی کی نصیحت لوگوں پر اثر بھی کرتی ہے۔ ایسے ہی روحانی معاملہ بھی ہے کہ جو شخص خود ذکر کرتا ہے اس کی نصیحت لوگوں پر اثر کرتی ہے۔ ہمارے سامنے ہمارے مرشدوں حضرت قطب ربانی اور حضرت اشرف المشائخ رحمہما اللہ کی مثالیں ہیں کہ وہ ساری زندگی خود ذکر کر کے لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے رہے۔ اللہ نے ان کی زبان میں ایسا اثر عطا فرمایا کہ آج شب و روز ان کے مزار پر ذکر و اذکار کرنے والوں کا ہجوم لگا رہتا ہے۔

اب جب کہ ورزش کے متعلق اتنی بات ہو ہی گئی ہے تو یہاں ایک اور بھی سوال پیدا ہو رہا ہے کہ ہم ورزش کرتے ہیں تو بدن صحیح رہتا ہے مگر جب ہم چھوڑ دیتے ہیں تو ہماری ورزش بے کار ہو جاتی ہے اور ہمارا جسم پھر سے موٹا پے کا شکار ہو جاتا ہے، تو کیا روحانی ورزش میں بھی ایسا ہے کہ ہماری عبادتیں رائیگاں ہو جائیں گی اور ہماری روح کمزور ہو جائے گی؟ نہیں! بلکہ اگر انسان روحانی ورزش یعنی ذکر الہی کرتا رہے تو ایک وقت یہ آجاتا ہے کہ انسان ذکر باللسان کے درجہ سے نکل کر ذکر بالقلب تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کی زبان ذکر، نا بھی کر رہی ہو مگر ہر وقت اس کا دل ذکر الہی میں مشغول رہتا ہے۔ جیسا کہ ہمیں اولیائے کاملین کے احوال میں عموماً اور حضرت قطب ربانی رحمہ اللہ کے حال میں خصوصاً یہ ملتا ہے کہ آپ کی زبان اگرچہ ذکر الہی سے قاصر تھی مگر دل یاد الہی سے معمور تھا۔ چنانچہ

## چند لمحے...

### ایک قیدی کے ساتھ

سلاخوں کے پیچھے آباد دنیا کا ایک عکس

جناب عارف دہلوی (مرحوم)

ڈالی اور حیران رہ گیا ان کے چہروں پر رنج و غم، فکر و پریشانی اور شرم و پیشیمانی کے قطعاً آثار نہ تھے وہ سگریٹ کے لمبے لمبے کش لے رہے تھے اور آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں لیکن انھیں اپنے قیدی یا مجرم ہونے کا کوئی احساس نہ تھا میں نے سوچا یہ کیسے مجرم ہیں؟ اگر انھیں کسی قسم کی فکر و پریشانی نہیں تو کم از کم پیشیمانی تو ہونی چاہیے تھیں نظریں جھکی ہوئی ہونی چاہیے تھیں؟

ایک خیال اور آیا ہو سکتا ہے کہ انہیں اپنی بے گناہی کا اتنا یقین ہو کہ یہ اپنے آپ کو مجرم ہی نہ سمجھتے ہوں اور اس خیال سے مطمئن ہوں کہ جلد ہی بری کر دیئے جائیں گے لیکن خواہ کچھ بھی ہو ایک شریف اور غیرت دار آدمی کے ہتھکڑی چاہے بے گناہی میں ہی کیوں نہ لگی ہو اس کے لیے تو موت سے کم نہیں ہوتی۔ پھر ایک خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی عادی مجرم ہوں اور ان کے لیے یہ کیفیت کوئی نئی نہ ہو۔

میں سوچ رہا تھا وہ ہنس رہے تھے ہتھکڑیاں ان کے ہاتھوں میں لگی ہوئی تھیں اور شرم مجھ کو آ رہی تھی میرے قریب ہی جو

عوامی ایکسپریس آہستہ ہوتے ہوتے ایک جھٹکے کے ساتھ رُک گئی یہ گوجرانوالہ اسٹیشن تھا۔ پلیٹ فارم پر ایک بل چل سی مچ گئی میں اپنی عادت کے عین مطابق گاڑی سے اتر اور سب سے پہلے ایک گلاس پانی پیا میں جب بھی سفر کرتا ہوں اور پانی ضرور پیتا ہوں خواہ دو گھونٹ ہی مل جائے۔ بہ بانگِ دہل یہ کہنے کے لئے نہیں کہ میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے بلکہ اس لئے کہ ہر شہر کی آب و ہوا کا لطف لے لوں۔ ہوا تو خود بخود پہنچ جاتی ہے البتہ آب کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے ویسے بھی ”آب“ خواہ اپنے کسی معنی میں ہو کوشش کے بغیر ممکن نہیں۔

گاڑی کے ہاتھ میں جھنڈی ہلتی نظر آئی انجن نے سیٹی دی اور گاڑی کھسنے لگی میں دوڑ کر اپنی ”بوگی“ میں سوار ہو گیا لیکن اب ”بوگی“ کا ماحول ہی بدل چکا تھا۔ عوامی ایکسپریس کی یہ ”بوگی“ کسی لوکل ٹرین کی ”بوگی“ نظر آ رہی تھی۔ چار کانسٹبل آٹھ ہتھکڑی بند قیدیوں کے ساتھ موجود تھے تمام قیدی فرش پر بیٹھے ہوئے تھے کانسٹبل اپنے لیے جگہ بنانے کی کوشش کر رہے تھے میری سیٹھ محفوظ تھی بیٹھنے کے بعد میں نے قیدیوں پر ایک نظر

پیشمانی نہیں۔ وہ بولا بابو جی پیشمانی ہر روز کب ہوا کرتی ہے؟ میں تو جاہل ہوں آپ پڑھے لکھے ہیں۔ اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ جھجک، شرم، حیا اور پیشمانی وغیرہ قسم کی رکاوٹیں تو شروع شروع میں ہی ہوتی ہیں بعد میں تو برے سے برا فعل بھی انسان کا روزمرہ کا معمول بن جاتا ہے۔

قیدی کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار نظر آئے بابو جی! میں نے خود بخود نہیں بنا بلکہ بنایا گیا ہوں۔ اس منزل تک خود نہیں پہنچا پہنچایا گیا ہوں۔ آج سے تین سال قبل میں جس جرم میں پکڑا گیا تھا جانتے ہو وہ کون سا جرم تھا؟ بالکل انوکھا اور نرالا جرم یعنی جرم بے گناہی پڑوس میں چوری ہوئی۔ شک میں دوسروں کے ساتھ میں بھی پکڑا گیا اور پکڑا اس لیے گیا کہ میرا پڑوسی کہنے کو تو مزدوروں کا لیڈر تھا لیکن ایک شاندار بنگلے اور دو کاروں کا مالک تھا اور میں ایک غریب آدمی۔ شاید غربت بھی ایک جرم ہے بہت بڑا جرم ہے غریب روپے پیسے کے لحاظ سے ہی غریب نہیں ہوتا بلکہ اس کی ہر شے غربت کا شکار ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کی عزت بھی۔“

اس وقت قیدی وہ قہقہے لگانے والا قیدی نہ تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی آنکھیں حسرت و یاس کی تصویر اور لہجہ غم اور بے بسی کا عکاس۔ وہ کچھ دیر خاموش رہا جیسے اپنے ذہن میں ماضی کے واقعات کو تازہ کر رہا ہو وہ پھر بولا۔ ہاں تو بابو جی! پھر مجھے پکڑ لیا گیا میں نے لاکھ کہا کہ میرا اس چوری سے کوئی واسطہ نہیں لیکن میری ایک نہ سنی گئی بلکہ یہ کہا گیا کہ ”اس کی ٹھکانی

قیدی بیٹھا تھا اس کے قہقہے سب سے بلند تھے میں نے اسے غور سے دیکھا وہ حسین تھا، صحت مند تھا دل پر چوٹ سی لگی۔ حسن صورت اور حسن صحت کے ساتھ کاش کے حسن سیرت بھی ہوتا۔ اچانک مجھے احساس ہوا کہ اتنا مطمئن تو میں بھی نہیں جتنا یہ ہتھکڑی بند قیدی مطمئن ہے۔ آخر کیا بات ہے؟ میں نے کانسٹیبل سے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ ”ملتان“ مختصر جواب ملا۔ کیا ان کا مقدمہ وہاں پیش ہوگا؟ میں نے پھر پوچھا جی نہیں ان کو تو سزا بھی ہو چکی ہے ملتان سینٹرل جیل میں انھیں منتقل کیا جا رہا ہے کانسٹیبل نے جواب دیا۔

اب مجھ سے نہ رہا گیا سب سے زیادہ قہقہے لگانے والے سے میں نے پوچھا۔ بھائی! تم تو ہتھکڑی پہنے ایسے مطمئن ہو جیسے کچھ ہوا ہی نہیں کیا میں اس اطمینان کا سبب پوچھ سکتا ہوں؟ قیدی نے پہلے تو بھر پور قہقہہ لگایا پھر بولا ”بابو جی! تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ میں یہاں بیٹھ کر عورتوں کی طرح ٹسوے بہاؤں؟“ میں نے کہا اگر عورتوں کی طرح ٹسوے نہیں بہاتے تو کم از کم مردوں کی طرح اپنے کیسے پر شرم تو محسوس کرو۔ اس نے پھر ایک قہقہہ لگایا اور بولا شرم کس بات کی؟ جو کیا ڈنکے کی چوٹ پر کیا۔ کرتار ہوں گا سزا بھگت کر بھی یہی کروں گا۔ میں نے پوچھا کیا؟ وہ بولا چوری اپنا تو بزنس ہی یہی ہے۔ کیوں سنتری جی؟ اس نے کانسٹیبل کو اس طرح مخاطب کیا جیسے اس کا لنگوٹیا ہو۔

میں نے حیرت سے پھر پوچھا تمہیں اپنے کیسے پر ذرا بھی

نہ ماریں ان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی میں نے کہا ہاں میں نے چوری کی ہے۔ سنتے ہی ان میں سے ایک خوشی سے چلایا آ گیا راہ پر۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے نہیں مارا بعد کی داستان بڑی لمبی ہے مختصر یہ کہ مجھے سزا ہو گئی۔ اس طرح مجھے مار مار کر چورا بنایا گیا۔ جیل میں مجھے محنت و مشقت کے کچھ کام بتائے گئے محنت میں جیل سے باہر بھی کرتا تھا جیل میں بھی کر نے لگا جیل میں میری ملاقات بہت سے چوروں سے ہوئی جب کترے اور بد معاش بھی ملے انہوں نے اپنی اپنی داستانیں بڑے فخریہ انداز میں سنائیں۔

بابو جی! اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ ”میں نے بھی ان سے آپ والا ہی سوال کیا کہ تمہیں اپنی چوری اور گرفتاری کے واقعات سناتے شرم نہیں آتی۔ جواب میں وہ اسی طرح ہنستے تھے جیسے آپ کے سوال پر ابھی میں ہنسا تھا انہوں نے مجھے بتایا کہ دیکھو ہم دس چوریاں کر کے مزے لوٹتے ہیں اور کسی ایک چوری میں دھر لیے گئے تو جیل آ گئے اور جیل آنا بھی ہمارے لیے فائدے سے خالی نہیں ہوتا کچھ نہ کچھ گراور فن سیکھ کر ہی جاتے ہیں اس کے برعکس تم بغیر چوری کیے جیل پہنچ گئے۔ جب جیل ہی آنا ٹھہرا تو کیوں نہ کچھ کر کے آیا جائے کیوں نہ ظالم سرمایہ داروں سے انتقام لیا جائے خاص طور پر کیوں نہ ان لوگوں کے مال پر ہاتھ صاف کیا جائے جو ہیں تو سرمایہ دار لیکن غریب اور مزدور کے ہمدرد بن کر سامنے آتے ہیں اور ہمارے لیے عام سرمایہ داروں سے بڑھ

کرنا بھی اقرار کرے گا۔ مجھے مارا گیا اتنا مارا گیا کہ میں بتا نہیں سکتا چوری سے میرا انکار اپنی جگہ تھا جب مارنے والے تھک گئے تو آرام کرنے کے لیے باہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک سنتری آیا۔ اس وقت میں اپنی قسمت کو رو رہا تھا یہ سوچ کر بار بار دل بھرا آتا تھا کہ بے قصور ہونے کے باوجود تختہ مشق بن رہا ہوں۔ آسمان تو نظر نہ آتا تھا چھت کی طرف دیکھ کر ہی بے بسی کے عالم میں خدا سے کہہ رہا تھا ”خداوند!!!“ میرے گناہ معاف کر دے تو جانتا ہے کہ میں بے قصور ہوں میں قید میں ہوں میرے گھر میں میری بیوی، ڈیڑھ سالہ بچہ اور میری ماں تنہا ہیں تو ہی ان کا محافظ ہے“ میں رو رہا تھا۔ بری طرح رو رہا تھا کہ آنے والے سنتری کو کچھ رحم آیا۔ قریب آ کر بولا اگر تم بے قصور ہو تو مان لو کہ تم نے ہی چوری کی ہے ورنہ تمہیں مار مار کر یہ لوگ ادھ موا کر دیں گے۔

جب میں نے چوری نہیں کی تو میں کیسے ہاں کہہ دوں؟ میں نے بے بسی کے عالم میں کہا۔ تو پھر مار کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ وہ لوگ ابھی تازہ دم ہو کر آرہے ہیں یہ کہہ سنتری باہر چلا گیا اور میں سوچتا ہی رہا کہ کیا غربت اتنا ہی بڑا جرم ہے کہ اس کے لیے عدل و انصاف کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں اور دھڑکتے ہوئے دل میں پتھر کے بن جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مارنے والے پھر آ گئے مار کھاتے کھاتے میں ادھ موا ہو چکا تھا۔ کھڑے ہونے کی ہمت نہ تھی ان کو آتے دیکھ کر میں نے سوچا یہ کہہ کر تو دیکھوں کہ میں نے چوری کی ہے۔ شاید پھر

طرح لڑکھڑاتے رہے میں خود اپنی نظروں میں ذلیل ہوا میں نے اللہ سے توبہ کی تہیہ کیا کہ اب ایسا نہیں کروں گا۔ میں نے پھر محنت مزدوری شروع کی دل مطمئن ہو گیا یہ بھی اندازہ ہوا کہ محنت مزدوری کی کمائی میں بڑی برکت ہوتی ہے لیکن بابو جی! کوئی سال بھر بعد ہمارے ہی گاؤں کے ایک گھر میں چوری ہو گئی اور مجھے صرف اس لیے پکڑ لیا گیا کہ میں ایک مرتبہ اسی جرم میں سزا کاٹ چکا ہوں جس کے ہاں چوری ہوئی خود اس نے کہا کہ مجھے اس پر شک نہیں ہے لیکن ایک نہ سنی گئی۔ مجھے لے گئے، میرے انکار پھر مارا گیا اور اقرار پر چھوڑ دیا گیا وہی ڈرامہ پھر کھیلا گیا قید ہوا جیل میں پھر چوروں سے ملاقات ہوئی اس مرتبہ بھی انہوں نے سمجھایا۔

میں نے یہ سوچ کر کہ چوری کروں یا نہ کروں میرا پکڑا جانا تو بہر حال ضروری ہے بلکہ ایک تجربہ یہ بتاتا ہے کہ میں چوری کر کے نہ پکڑا گیا اور بغیر چوری کیے دو مرتبہ قید ہوا۔ میں نے فیصلہ کیا اب میں چور ہی بنوں گا اس کے بعد سے میں نے چوری ہی کو اپنا پیشہ بنا لیا۔ اب مجھ میں نہ شرم ہے نہ غیرت میں چوری کرتا ہوں بچ جاتا ہوں تو عیش کرتا ہوں ورنہ جیل میں تھوری سی محنت کے بعد روٹی مل ہی جاتی ہے وہ قیدی اب پھر قہقہے لگا رہا تھا اس کی سنجیدگی رخصت ہو چکی تھی میں دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا پھر میں نے بھی سوچنا چھوڑ دیا اس لیے کہ اب اس قیدی کا اطمینان میری سمجھ میں آ گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

کر ظالم ثابت ہوتے ہیں۔ میرے دل میں اپنے گھر کے برابر والے بظاہر مزدور لیڈر لیکن حقیقت میں سرمایہ دار کے لیے نفرت کا جذبہ تو پہلے ہی موجود تھا۔ جیل کے ساتھیوں کی باتیں دل کو لگیں اور انتقام کی آگ دل میں بھڑک اٹھی میں نے ان سے چوری کے نئے نئے ڈھنگ اور طریقے سیکھے انہوں نے اپنے کچھ ساتھیوں کے نام اور پتے بھی بتائے جن سے میں معقول معاوضے پر امداد طلب کر سکتا تھا۔ جب میں جیل سے رہا ہوا تو بتائے ہوئے پتوں پر گیا ان سے بھی کچھ گرہا تھ آئے اور انہوں نے بھی بالکل وہی گفتگو کی جو جیل میں سن چکا تھا سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے میرا حوصلہ بڑھایا بلاخر میں نے تہہ کر لیا کہ پہلے اسی نام نہاد مزدور لیڈر کے ہاں چوری کروں گا جس نے مجھے بے قصور پھنسوا ہا تھا۔ میری قید کے دوران میری بیوی، ماں اور بچے میرے آبائی گاؤں چلے گئے تھے میں ان تک بھی نہ پہنچا اور جو سوچا تھا کر گزرا کافی نقدی اور سامان ہاتھ لگا جو ان ساتھیوں کے ذریعہ ٹھکانے لگا دیا جو میری رہنمائی کر رہے تھے۔ اس چوری سے مجھے اندازہ ہوا کہ غریبوں اور مزدوروں کے غم میں گھلنے والے یہ لیڈر کتنے غریب ہوتے ہیں۔ بہر حال کافی روپیہ حصہ میں آیا میں نے فوراً ہی شہر چھوڑ دیا گاؤں پہنچا تو دیکھا کہ ماں اور بیوی دونوں سخت بیمار ہیں بچہ بھی سوکھے کے مرض میں مبتلا ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوا ہے۔ بابو جی! اس پہلی چوری کے وقت مجھے جھجک، شرم، غیرت وغیرہ سب محسوس ہوئی۔ میرے قدم بری

# اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہ کریں

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی

یہ دنیا کیا ہے؟ کس نے پیدا کی ہے؟ اس کے مسائل کیا ہیں؟ اس میں ہماری کیا حیثیت ہے؟ ہم یہاں کیا کر سکتے ہیں؟ ان تمام چیزوں سے ہم بے خبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غور و فکر اور سوچنے کی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔ ہم جب اس دنیا میں آئے تو ہر چیز سے ناواقف اور نابلد تھے لیکن رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم کے زیور سے آراستہ فرمایا تاکہ ہم اپنے مقصد حیات سے واقفیت حاصل کریں اپنی حقیقت اور حیثیت سے آشنا ہوں تاکہ ہم اپنے اندر پنہاں صلاحیتوں سے باخبر ہو کر انہیں نکھارنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ انسان کی کامیابی کا انحصار اُس کی اپنی صلاحیتوں پر ہوتا ہے اگر ہم ان کا صحیح استعمال کریں گے تو ان میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا رہے گا اور انسان جہالت کی زندگی گزارنے سے بچ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سننے کی صلاحیت، دیکھنے کی صلاحیت اور غور و فکر کرنے کی صلاحیت ان میں بنیادی کردار ادا کر کرتی ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ انسان کے لیے علم کے جو ذرائع ہیں وہ بیش تر انہی تین چیزوں سے ہے، انسان بہت سی

عزیز دوستوں! ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بہت سی صلاحیتیں رکھی ہیں۔ اسے غیر معمولی قابلیتوں سے نوازا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں جن لوگوں نے بڑے بڑے کام سرانجام دیئے ہیں انہوں نے بھی صحیح معنوں میں اپنی تمام صلاحیتوں کو استعمال نہیں کیا۔ بعض صلاحیتیں ہی ان کے بروئے عمل آئیں اور بعض صلاحیتیں دب کر رہ گئیں یا ان کو ابھرنے کا موقع نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار صلاحیتیں سے نوازا ہے لہذا اُس کی ذمہ داری ہے کہ ان صلاحیتوں سے واقف ہو اور ان کو اس کی رضا اور منشاء کے مطابق استعمال کرے۔ یہ اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ہیں۔ اس پر ہم اس کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

ترجمہ: اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے (اس حالت میں) باہر نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر بجالو (پارہ ۱۹، سورۃ النحل، آیت ۷۶)

تو اُس میں بے پناہ اضافہ ہوا اور اُس کے لیے کامیابی کے بہت سے راستے آسان ہوتے چلے گئے۔ اُس کی اہمیت معاشرے میں دوسرے لوگوں سے خود بخود بڑھتی چلی جاتی ہے بشرطیکہ وہ اس راہ پر دوسروں کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھے اور جب بھی موقع ملے تو بغیر کسی غرض و ماڈی مفاد کے اُس کے ذریعے سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی بھرپور کوشش کرے۔

آج ہمارے اس معاشرے کو ایسے افراد کی اشد ضرورت ہے جو نہ صرف اپنی صلاحیتوں سے باخبر ہوں بلکہ ان کو بروئے کار لاتے ہوئے معاشرے کی فلاح و بہبود میں اعلیٰ کردار ادا کر سکیں۔

جدید مشینی آلات کی بھرمار نے جہاں زندگی کو آسان سے آسان تر بنا دیا ہے وہیں انسانی صلاحیتوں کو کمزور کر کے رکھ دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے سے صلاحیتیں ختم ہوتی چلی جا رہی ہیں اور جس کے پاس کچھ صلاحیتیں موجود ہے تو بھی محدود کام کرنے کو ہی ترجیح دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس حوالے سے ہمارے معاشرے میں کوئی کام نہیں کیا جا رہا جس سے انسان میں صلاحیتیں نکھرتی ہیں اُس علم کے دینے اور لینے والوں نے بھی علم دینے لینے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے تعلیم حاصل کرنے والا یہ سوچتا ہے کہ میں وہ تعلیم حاصل کرو جس کے ذریعے میری اچھی جو ب لگ جائے اور تعلیم دینے والوں نے تو پیسوں کی وجہ سے علم کی روح کو ہی پس پشت ڈال رکھا ہے وہ بھی موضوع کے لحاظ سے اتنا پڑھا دیتے ہیں جس سے صرف امتحان پاس ہو جائے علم کی تڑپ جستجو اور لگن کہیں نظر نہیں آتی۔

چیزوں کو دیکھ کر سمجھتا ہے ایک بڑا حصہ وہ سن کر جانتا ہے اور پھر دل اور دماغ کے ذریعے اُس سے نتائج اخذ کرتا ہے۔

یہ صلاحیتیں بچپن سے انسان کے ساتھ ہی ہوتی ہیں اور ان کا استعمال بھی انسان خوب کرتا ہے لیکن علم کے حصول کی راہ میں ان کا استعمال صحیح نہیں ہوتا جس کی وجہ سے صلاحیتوں کا نکھار ناممکن ہو جاتا ہے۔ اللہ نے قرآن مجید میں علم کے حصول اور جو علم حاصل کرنے والی صلاحیتیں ہیں ان پر بہت زور دیا ہے علم وہ عظیم طاقت ہے جو انسان کے اندر انسانی کمالات کو ظاہر کرتی ہیں اور اگر جستجو سچی ہو تو حصول علم کی راہ پر انسان کی بہت سی صلاحیتوں میں بھی کمال پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح رب نے انسان کو اس آیت میں علم سیکھنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

إِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

ترجمہ: پڑھیے اور آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے (لکھنے پڑھنے کا) علم سکھایا (پارہ: ۳۰، سورۃ العلق، آیت: ۴ تا ۵)

یہ وہ راہ ہے جس پر اگر انسان تھوڑی سی بھی محنت کرے تو اُس کی اپنی صلاحیتیں نکھر کر اُس کے سامنے آنا شروع ہو جاتی ہیں، یہ انسان کے لیے وہ گوہر ہیں جو کبھی بھی انسان کو کسی کا محتاج نہیں رکھتیں بلکہ بہت سے محتاجوں کو خود مختار بنا دیتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے پہلے جز میں انسان کو پڑھنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ پڑھنا، لکھنا وہ عظیم عادت ہے جو حصول علم کی راہ پر اور صلاحیتوں کو نکھارنے میں بڑی معاون ثابت ہوتی ہے۔

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جس نے بھی صلاحیتوں کو اپنایا

تذکرہ علمائے اشرفیہ



حضرت علامہ قاری نثار الحق صدیقی اشرفیہ علیہ السلام

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

حضرت علامہ قاری نثار الحق صدیقی اشرفی علیہ الرحمہ علمائے اہلسنت میں میٹرک پاس کیا۔

کی صف میں اہم مقام رکھتے تھے۔ آپ نے نصف صدی

سے زائد عرصہ کراچی کے علاقے پاک کالونی میں مصطفیٰ مسجد میں بحیثیت خطیب بڑی خدمات انجام دیں۔

ولادت:

کے آگے زانوائے تلمذ طے کیے۔

آپ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ بمطابق ۶ مئی ۱۹۳۳ء بروز ہفتہ

شہر ہتک مشرقی پنجاب موجودہ صوبہ ہریانہ بھارت میں پیدا ہوئے نام:

آپ کا نام نثار الحق تھا۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہونے کی وجہ سے ”صدیقی“ کہلاتے تھے۔

والد کا نام:

قاری محمد انوار الحق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴۹ء)

آپ نے حضرت علامہ مفتی مظفر احمد صدیقی قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الحدیث: جامعہ مظفریہ برکات العلوم) کے دست

دادا کا نام:

حضرت علامہ اسرار الحق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۵۴ء)

مبارک پر ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ بمطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوئے اور حضرت نے

تعلیم:

آپ نے کچھی میمن پرائمری اسکول، صدر، کراچی سے ۱۹۵۱ء آپ کو قادریہ رضویہ سلسلہ کی خلافت عطا فرمائی۔

### سلسلہ اشرفیہ سے تعلق:

آپ کو سلسلہ اشرفیہ سے بڑی عقیدت تھی کیونکہ آپ کے استاد محترم تاج العلماء حضرت مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی البیلانی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

### دوسرا تعلق: درگاہ عالیہ اشرفیہ میں حاضری:

آپ کو یہ شرف بھی حاصل رہا کہ مسلسل ۸ یا ۱۰ سال درگاہ عالیہ اشرفیہ میں حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ اور قطب ربانی ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرافی البیلانی علیہ الرحمہ کے عرس میں شرکت فرماتے اور صاحب عرس کی سیرت بھی بیان فرماتے۔

میں موقع کی مناسبت سے اشعار پڑھتے تو لوگ عیش عیش کر اٹھتے مصطفیٰ مسجد پاک کالونی میں ۶۲ سال امامت و خطابت فرمائی ایک نسل آپ کے سامنے جوان ہو گئی۔ اس علاقے میں آپ نے مسلک اہلسنت کی بہت خدمات انجام دیں۔ لوگ آپ کی تقریر سننے کے لیے دور دراز سے آتے تھے۔ آپ تقریباً ساڑھے ۱۲ بجے جمعہ کی تقریر شروع کرتے درمیان میں جمعہ کی اذان ہوتی، آپ پھر تقریر شروع کر دیتے جب کہ علاقے کے لوگوں سے مسجد ساڑھے ۱۲ بجے بھر جاتی تھی، بعد میں آنے والوں کے لیے باہر روڈ پر صفیں بچھائی جاتیں تھیں۔ راقم خود اس کا گواہ ہے یہ ان کی مقبولیت کی دلیل تھی۔

### شادی:

آپ کی شادی ۸ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ بمطابق ۵ نومبر ۱۹۵۴ء کو ہوئی۔

### اولاد:

۲ صاحبزادے اور ۳ صاحبزادیاں

### اسفار:

آپ نے اندرون پاکستان اور سفر حج و عمرہ کے علاوہ شام و عراق (بغداد، نجف، کربلا، کوفہ) کا سفر فرمایا۔

### حج بیت اللہ:

آپ نے ۱۴ حج ادا کیے۔

### آخری حج:

۱۱ اگست ۲۰۱۶ء کو پاکستان سے روانہ ہوئے۔ مدینہ شریف

اس طرح سال میں دو مرتبہ آپ درگاہ عالیہ اشرفیہ کے عرس میں خطاب فرماتے۔ آپ کو حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرافی البیلانی علیہ الرحمہ سے بڑی عقیدت اور محبت تھی حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ بھی آپ پر نظر التفات اور شفقت فرماتے۔ چنانچہ آپ کی باعقیدت مسلسل حاضری کی وجہ سے حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ نے ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ بمطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء بروز پیر آپ کو تمام سلاسل طریقت کی خلافت عطا فرمائی اور ”اشرفی“ نسبت عطا فرمائی۔

### آغاز وعظ و تقریر:

آپ نے ۱۹۵۴ء سے خطابت کا آغاز فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقبولیت عطا فرمائی آپ کی آواز بہت اچھی تھی۔ تقریر

سے واپسی کے بعد حج کا احرام باندھا۔ ۸ رذوالحجہ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۰ ستمبر ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ کو منیٰ میں نماز عصر کی ادائیگی کے بعد آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

انا لله وانا اليه راجعون

آپ کی میت سعودی حکومت نے سرد خانے میں رکھ دی۔ ایام حج گزرنے کے بعد ۱۱ رذوالحجہ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۴ ستمبر ۲۰۱۶ء بروز بدھ بعد نماز فجر حرم شریف میں نماز جنازہ کے بعد شہدائے منیٰ کے قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔ اس طرح دنیائے اہلسنت کا یہ عظیم فرزند بغیر کسی سے خدمت لیے حج بیت اللہ کے ایام میں ۸۴ برس کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوا۔

۶۲ برس مصطفیٰ مسجد میں امام وخطابت کے فرائض انجام دیئے اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی اس خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین



## نذرانہ عقیدت

جناب وزیر محمد چشتی نظامی صاحب

جدھر دیکھو اُدھر شہرت طاہر اشرف کی بنا لیتی ہے دیوانہ محبت طاہر اشرف کی بنا کرتی ہے ہر دم دین و دنیا کی یہاں دولت ہمیشہ موجزن رہتی ہے کرامت طاہر اشرف کی

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کے زیر نگرانی درگاہ عالیہ اشرفیہ میں ہونے والے

(ہفتہ واری و ماہانہ روحانی تربیتی پروگرام)

- ۱۔ ہر جمعرات کورات ۱۰ بجے ذکر حلقہ ہوتا ہے۔
- ۲۔ ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ ختم خواجگان ہوتا ہے اس کے بعد درود شریف کا ختم اور مختصر نعت خوانی ہوتی ہے۔
- ۳۔ ہر اتوار کو عصر تا مغرب روحانی تربیتی نشست ہوتی ہے۔
- ۴۔ ہر چاند کی پہلی جمعرات کو درگاہ شریف میں شب بیداری کا پروگرام ہوتا ہے۔ جس میں آیت کریمہ، اللہ الصمد اور درود شریف کا ختم ہوتا ہے پھر رات ۴ بجے ذکر حلقہ ہوتا ہے اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی اپنے مخصوص انداز میں دعا فرماتے ہیں۔

۵۔ ہر مہینے چاند کی ۱۳ تاریخ کو بعد نماز مغرب تا عشاء حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کی ماہانہ فاتحہ اور محفل نعت ہوتی ہے۔

۶۔ ہر مہینے چاند کی ۱۷ تاریخ کورات ۱۰ بجے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی اور حضرت قطب ربانی ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہما کی ماہانہ فاتحہ اور محفل سماع ہوتی ہے۔

۷۔ ہر مہینے کی ۲۷ تاریخ کورات ۱۰ بجے بانی سلسلہ اشرفیہ غوث العالم محبوب یزدانی حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی ماہانہ فاتحہ اور محفل سماع ہوتی ہے۔

## عرفانِ شریعت

## فقہی سوالات کے جوابات

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

**سوال:** نئے سال کی مبارکباد دینا کیسا ہے؟

دوسرے کو درج ذیل دعا سکھاتے تھے:

اللَّهُمَّ اَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ، وَرِضْوَانِ  
بَيْنَ الرَّحْمٰنِ وَجِوَارِ بَيْنَ الشَّيْطَانِ.

**جواب:** نئے شمسی یا قمری سال کے آغاز پر ایک دوسرے کو

اے اللہ! اس (نئے مہینے یا نئے سال) کو ہمارے اوپر امن و ایمان  
سلامتی و اسلام اور اپنی رضامندی، نیز شیطان سے پناہ کے  
ساتھ داخل فرما (الطبرانی، المعجم الاوسط، ج: ۶، ص: ۲۲۱، حدیث: ۶۲۲۱)  
اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مباح عمل سمجھتے ہوئے نئے شمسی  
یا قمری سال کے آغاز پر مبارکباد دینا، دعا دینا، نیک تمناؤں  
اور جذبات کا اظہار کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

مبارکباد دیتے ہوئے خیر و برکت کی دعا دینے اور نیک تمناؤں

کا اظہار کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، خاص طور پر جب

اس کا مقصد محبت و الفت کا تعلق قائم کرنا اور خوش دلی کے ساتھ

پیش آنا ہو۔ نئے سال کی مبارکباد دینے والا اس بات پر خوش

ہوتا ہے کہ اللہ نے ہمیں زندگی کا ایک اور سال بھی دکھا دیا ہے

جس میں ہمیں توبہ و استغفار اور نیک عمل کمانے کا مزید موقع

میسر آ سکتا ہے۔ یہ مبارکباد خوشی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار

ہے۔ یہ نہ تو شرعی حکم ہے اور نہ اس کی قطعی ممانعت ہے، یہ ایک

مباح عمل ہے۔

**سوال:** نئے سال کی خوشی میں آتش بازی، ون و لنگ،

ہوائی فائرنگ، بے پردگی و فحاشی، شراب نوشی کرنا یا اور کوئی

حرام کام کرنا کیسا ہے؟

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے جوچہ حقوق ہیں ان میں

سے ایک یہ ہے کہ جب اسے خوشی پہنچے تو اسے مبارکباد دے

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کی روایت جسے امام طبرانی

نے "المعجم الاوسط" میں درج کیا، اس میں ہے کہ اصحاب

رسول ﷺ کا معمول تھا کہ نئے سال یا مہینے کی آمد پہ وہ ایک

**جواب:** نئے عیسوی سال کی آمد پر شریعت کے دائرے میں

رہ کر خوشی منانا، جائز ہے کہ اللہ عزوجل نے نئے سال کا آغاز

دیکھنا نصیب فرمایا۔ ہر سانس، ہر گھڑی اللہ عزوجل کی عطا کردہ

نعمت ہے لیکن حدودِ شرع کو پامال کرتے ہوئے نئے سال کی

**سوال:** گھر میں کعبہ شریف، روضہ رسول ﷺ یا انبیاء و اولیاء کے مزارات کی تصاویر لگانا کیسا ہے؟

**جواب:** سوال میں مذکور سب چیزیں یعنی کعبہ شریف اور روضہ پاک اور مزارات انبیاء و اولیاء، ذی روح (جاندار) اشیاء نہیں ہیں اور غیر ذی روح (غیر جاندار) کی تصویر بنانا جائز و مباح ہے اور اگر وہ کوئی مقدس مقام ہو تو اس کی تصویر باعث برکت و ثواب ہے اور سوال میں مذکور سب چیزیں یقیناً مقدس مقامات ہیں اس لیے ان کی تصویر باعث برکت و ثواب ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”رہا نقشہ روضہ مبارکہ اس کے جواز میں اصلاً مجال سخن و جائے دم زدن نہیں، جس طرح ان تصویروں کی حرمت یقینی ہے یوں ہی اس کا جواز اجماعی ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۱، ص: ۳۳۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** بعض لوگ نیکو کار ہوتے ہیں اس کے باوجود ان پر تکالیف و مصیبتیں آتی رہتی ہیں ایسا کیوں ہے؟

**جواب:** سب سے پہلے تو یہ جان لیں کہ علم کی کمی کی وجہ سے نمازی پر ہییزگار نظر آنے والے حضرات بھی کئی طرح کے ظاہری یا کم از کم باطنی گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں اور انہیں عام سمجھتے ہیں جسے ہم نظر انداز کر کے بس یہی سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ حضرات تو بہت نیک ہیں ان پر آزمائش کیوں آئی؟ اس کے علاوہ ہمارے ہاں علم کی کمی کی وجہ سے عبادتیں بھی صحیح طریقہ سے ادا ہونا کم ہے جس کی وجہ سے بندہ گناہ گار ہو رہا ہوتا ہے اور ہمیں اس بات کا پتا نہیں چلتا.. (بقیہ صفحہ نمبر: ۴۵)

خوشی منانا، جیسا کہ اس موقع پہ معاذ اللہ! شراب نوشی، ناچ گانے کی محافل کا انعقاد، مردوں عورتوں کا اختلاط، بے پردگی و فحاشی، آتش بازی، ہوائی فائرنگ کی جاتی ہے، نئے سال کا آغاز ہوتے ہی ادھم مچا کر، بلند آواز سے ڈیک لگا کر، موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں کے سائلنسر نکال کر گلیوں سڑکوں پہ گھومنا اور لوگوں کا سکون برباد کرنا، اس کے علاوہ ون ولننگ کا تماشا کرتے ہوئے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا الغرض طرح طرح کے خلاف شرع امور کا ارتکاب کر کے خوشی منائی جاتی ہے۔ مزید برآں ان میں کئی امور خلاف شرع ہونے کے ساتھ ساتھ قانونی جرم بھی ہوتے ہیں، جو ان کی حرمت میں اضافہ کر دیتے ہیں، اس انداز سے جو بھی خوشی منائی جائے چاہے وہ نئے سال کی آمد کی ہو یا کوئی اور ناجائز و حرام ہے۔

**سوال:** کرسمس کی مبارکباد دینا کیسا ہے؟

**جواب:** غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں کے موقع پر ان کو مبارک باد دینے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ چون کہ یہ تہوار مشرکانہ اعتقادات پر مبنی ہوتے ہیں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لیے شرک سے برأت اور بے تعلقی کا اظہار ضروری ہے، کرسمس کی مبارک باد دینا گویا ان کے نقطہ نظر کی تائید ہے، اس لیے کرسمس کی مبارکباد دینا جائز نہیں۔ اگر اس سے ان کے دین کی تعظیم مقصود ہو تو کفر کا اندیشہ ہے۔ اور اگر کرسمس کے موقع پر صراحتاً کوئی شرکیہ جملہ بول دے تو اس کے شرک ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہوگا۔



کے اعتبار سے قتل اُمت و اقوام سے زیادہ سخت فتنہ اس لیے ہے کہ اس کے نتیجہ میں انسان مقدسات کو غیر مقدسات محرمات کو غیر محرمات، ممنوعات کو مباحات، جب کہ دوسری طرف سے حلال کو حرام، جائز کو ناجائز اور اچھے عمل اور تصور کو بُرے سے بدل دیتا ہے۔ مثلاً جس کا نتیجہ خود اسلام کی اساسیات اور مبادیات پر مصالحت اور شعائر اسلامی کو ان کے اصل معنی اور مقام سے بدل دینے کا مترادف ہو سکتا ہے جو خود اسلامی علمیت (Epistemology) کے لیے ایک ایسے تحدی (Challenge) کی صورت اختیار کر سکتا ہے، جس میں بیت اللہ، حرم پاک قرآن کریم، اذان، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد، اجتہاد سمیت دوسری تمام اصطلاحات تحریف و تبدل سے دوچار ہو سکتی ہیں لہذا اسلامی اصطلاحات کا استعمال صرف اس کے اصل موضع و مقام اور معنی و مفہوم میں کیا جانا بہت ضروری ہے۔

اصطلاحات کے بدلنے سے ایک اور خطرناک نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ انسانی معاشروں اور اقوام کی ماہیت قلبی اس طور پر ہو جاتی ہے کہ خلق خدا، بندگی رب یعنی عبدیت کے دائرے سے نکل کر نفس پرستی، طاغوت پرستی، دنیا پرستی اور عیش پرستی کی راہ پر لگ جاتی ہے۔ وحی الہی، آسمانی تعلیمات اور صحف سماویہ نے اصطلاحات کو ایک خاص دینی، روحانی، ایمانی و ایقانی تناظر میں بیان کیا ہوتا ہے۔ جس کا مقصد ان اصطلاحات کے ذریعے بندوں کی بندگی کو قرب الہی میں بدل کر انہیں ابدی نعمتوں کا امیدوار بنانا ہوتا ہے۔

جدید افکار و نظریات اور اقدار و معاملات کے ساتھ مصالحت (Adjustment) ہی کیوں نہ کرنی پڑ جائے۔

اس تناظر میں بعض مذاہب اپنی اصولی تعلیمات سے اپنے پیروکاروں کی رضامندی کی خاطر دست بردار ہونے کے لیے بھی ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ ہندومت اور عیسائیت ایسے مذاہب ہیں جن میں ترمیم اور تبدیلی کے لیے اہل مذہب کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہو سکتے ہیں بشرطیکہ اس کے نتیجہ میں مندر و کلیسا اور پادری و پنڈت کو مالی و مادی منفعت کی کوئی صورت نظر آتی ہو۔ لہذا ان دونوں مذاہب سمیت جملہ مذاہب عالم کے لیے لسانی و اصطلاحی تغیرات اور زبانی تعبیرات کے وہ نئے مفاہیم جو اپنی حقیقت کے اعتبار سے مختلف جہاں رکھتے ہوں ان کو اپنے مذہب کا حصہ بنانا یا ان سے اپنے مذہب کی مبادیات میں تبدیلی کرنا کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔

### اصطلاحات میں تبدیلی کے نقصانات:

ہیومن بینگ کا اپنے نظریات اور نفسانی چاہتوں کے فروغ کے لیے نئی اصطلاحات کا ایجاد کرنا اور دیگر کے حقیقی معانی و مفاہیم اور اطلاقات میں تحریف ناقابل معافی جرم ہے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں انسان بالآخر رب کا بندہ بننے کے بجائے نفس کا بندہ بن جاتا ہے، جس کے نتائج تباہ کن ہوتے ہیں۔ اسے قرآن کریم کی اصطلاح میں فتنہ کہا جائے تو غلط نہیں کیونکہ قرآن کریم نے فتنہ بمعنی آزمائش اور دھوکہ دہی کے بھی استعمال کیا ہے۔ یہ لسانی و اصطلاحاتی فتنہ اپنے تباہ کن نتائج

## ہیومن رائٹرز اور حقوق العباد میں فرق:

اسلام اپنی ابدی تعلیمات کے ساتھ اپنے اصطلاحات کے مفاہیم اور اطلاقات میں بھی ابدیت کا حامل ہے۔ اسی لیے کسی بھی شخص، جماعت، قوم اور تہذیب کو کسی بھی صورت یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اسلام کے متعین کردہ الہامی اصطلاحات کو اپنے من پسند اور انسانی فہم و ادراک پر مشتمل معنی و مفاہیم یا تعبیر کا جامہ پہنا سکے۔ آج پوری دنیا میں مسلمان ممالک بڑے فخر سے حقوق انسانی کے چارٹر کو حقوق العباد کا مجموعہ یا مترادف سمجھ کر قبول بھی کرتے ہیں اور اُس کی تعریف میں زمین و آسمان کے فلاں بھی ملاتے ہیں حالانکہ حقوق انسانی اور حقوق العباد میں بہت بڑا اصولی فرق ہے۔ بعض لوگ اپنی لاعلمی یا عدم توجہی کے باعث یہاں تک دعویٰ کر بیٹھے ہیں کہ اقوام متحدہ کا عالمی منشور برائے حقوق انسانی (Charter of Human Rights) شاید خطبہ حجۃ الوداع سے ماخوذ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کیونکہ حقوق کے تناظر میں چند چیزیں آپس میں یقیناً ملتی جلتی ہیں جسے سمجھ لیا گیا ہے کہ شاید حقوق انسانی اور حقوق العباد میں کوئی فرق نہیں حالانکہ یہ سمجھنا ایک بڑی علمی فکری اور نظریاتی بلکہ اعتقادی غلطی ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ حقوق العباد بندوں کے دوسرے بندوں کے حوالے سے اُن فرائض اور واجبات کا نام ہے جس کا تعین بندوں نے نہیں کیا بلکہ رب تعالیٰ نے خود یا پھر اپنے نبی آخر الزماں ﷺ کے ذریعے فرمایا۔ لہذا ان حقوق کی حیثیت غیر متبدل اور الہامی

ہے جس میں تسیخ، ترمیم و اضافہ کا حق کسی انسان یا ادارے کو ہرگز حاصل نہیں ہے۔ ان حقوق کی حیثیت اسی طرح ہے جس طرح اسلام میں فرائض و عبادات کا مجموعہ غیر متبدل بنیادوں پر قائم ہے۔ انسانوں کا قلیل یا کثیر، بے اختیار یا با اختیار اور کم عقلمند یا بہت زیادہ عقلمند مل کر بھی اس مجموعے میں رتی برابر تبدیلی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح دنیا کی کوئی پارلیمنٹ یا عدلیہ کو یہ حق حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ اسلام کے پیش کردہ حقوق العباد کے تصور اور تعلیم کے متبادل کوئی اور فلسفہ یا تعلیمات کے مجموعے کو حقوق العباد کے نام سے پیش کرے۔

اسلام تمام انسانوں کے یکساں حقوق کا بالکل بھی قائل نہیں کیونکہ تمام انسان علم، اخلاق، کردار، سیرت، عمل، محنت، عبادت تقویٰ اور رویوں میں برابر نہیں ہیں۔ اسی لیے اسلام میں حقوق کی ادائیگی کو فرائض کی ادائیگی کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے۔ مطلق حقوق کا تصور خود انسانی معاشروں میں بھی عملی طور پر ناممکن ہے کیونکہ اپنے ذمہ کے فرائض ادا کیے بغیر باپ اپنے بیٹے کو، ماں اپنی بیٹی کو، استاد اپنے شاگرد کو اور کارخانہ دار اپنے ملازم کو کسی قسم کا حق یا حقوق دینے کا پابند نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو اپنا فریضہ تخلیق یعنی عبدیت و بندگی بجالانے سے انکاری ہو وہ اُن تمام حقوق سے یکسر محروم ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے اُن کی بندگی و اطاعت پر رضامندی کی وجہ سے مختص فرمائے ہیں۔ برسبیل تنزل اس معاملہ کو کسی ملک کے عام شہری اور مجرم شہری کے تناظر میں

سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن اللہ کا بندہ اور خدا کے کسی بھی پیغمبر کا پیروکار نہیں ہو سکتا کیونکہ Human جس مذہب کا پیروکار ہوتا ہے وہ Humanism کہلاتا ہے۔ (طاغوتی قوتوں کے آسمانی عقیدہ و اعتقاد کے خلاف جنگ کا آغاز سولہویں صدی میں نکولو میکیاولی (۱۴۶۹ء-۱۵۲۷ء) کی ۱۵۱۳ء میں بدنام زمانہ تصنیف ”شہزادہ“ (The Prince) سے ہوا کیونکہ آسمانی اقدار کے مقابلے میں شہزادہ مہم ڈرامائی جنگ کا مرکزی کردار تھا۔ میکیاولی اس مذموم منصوبہ بندی کا خالق تھا جس کو اقبال علیہ الرحمہ نے ”مرسلے از شیطان“ کے لقب سے یاد کیا یعنی ”شیطان کا بھیجا ہوا پیغمبر“ میکیاولی نے جھوٹ، تحریف، دھوکا دہی اور بددیانتی کے سہارے ہیومنزم (Humanism) یا اکرام انسانیت کے فلسفہ کو پروان چڑھایا تاکہ انسان تکبر اور گھمنڈ میں مبتلا ہو کر خالق کائنات کے خلاف سینہ سپر ہو جائے۔ یہ نمرود اور فرعون کی طرح سیاسی، تمدنی اور معاشرتی امور میں ایک خدا کی خدائی سلب کرنے کی شیطانی کوشش تھی، جو ”ہیومنزم“ کی اصطلاح میں لپٹے ہوئے انسان کی خدائی کا جھوٹا دعویٰ تھا۔ اس نظریے کو مارٹن لوتھر (۱۵۶۳ء) نے مذہب کی شکل دی جو دنیا پرستی پر مبنی زمینی مذہب قرار پایا)

یہ ہیومن کا کسی بھی الہامی مذہب، الہامی عقائد و تصورات اور نظریات کے برعکس انسانی پیش کردہ فکر و فلسفہ اور قوانین و نظریات کا پیروکار ہوتا ہے۔ مغربی مفکر ”کانٹ“ صرف اُس شخص کو ہیومن بینگ (Human Being) قرار دیتا ہے جو اپنی آزادی کا قائل ہو۔ آزادی سے مراد انسان کا اپنے نفس، خواہش اور شہوت کا غلام بن جانا ہے۔ جتنا کوئی شخص اپنے نفس اور خواہش شہوت کا غلام بنتا چلا جائے گا، اتنا ہی وہ آزادی کا حقیقی علمبر

دیکھا اور سمجھا جا سکتا ہے یعنی عام شہری جو ملک کے قوانین کا پاسدار اور ریاست کا وفادار ہو اور وہ شخص جو ملکی قوانین کو رد کرنے والا اور ریاست کا غدار ہو شہری ہونے کے اعتبار سے یکساں ہونے کے باوجود حقوق کے لحاظ سے یکساں نہیں ہوتے کیونکہ ایک شہری کے حقوق فرما بردار شہری کی حیثیت سے اور دوسرے کو باغی اور مجرم شہری کی حیثیت سے تعین کیا جاتا ہے۔ اسلام میں حقوق العباد کا تعلق حقوق اللہ سے ہے حقوق اللہ کی ادائیگی مقدم اور حقوق العباد کی ادائیگی مؤخر ہے یعنی حقوق العباد کا شعور حقوق اللہ کی ادائیگی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ محض حقوق انسانی کا نعرہ بظاہر تو بہت ہی خوبصورت نعرہ ہے لیکن اس نعرہ کو حقیقت میں بدلنے کے لیے کوئی اعتقادی و الہامی اساس و بنیاد نہیں ہے۔ حقوق انسانی کے معاملے میں سب سے بڑا ابہام یہ ہے کہ آخر انسان کون ہے؟ اور انسان کون نہیں ہے؟ کیونکہ اگر روئے زمین پر بسنے والے تمام افراد انسان ہیں تو پھر جنگوں میں غیر مسلح اور غیر جنگجو افراد بشمول بچوں، عورتوں، بوڑھوں، بیماروں، معذوروں اور عام لوگوں کا قتل عام کسی شخص یا ادارے کی طرف سے نہیں بلکہ حقوق انسانی کے سب سے بڑے نام نہاد دعویدار مغربی ممالک کی طرف سے کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ مغرب جس انسان اور اُس کے حقوق کی بات کرتا ہے اُس سے مراد ہر شخص نہیں ہوتا بلکہ اس انسان سے مراد ہیومن (Human) ہوتا ہے جو اپنی اصل اور حقیقت کے اعتبار سے

انسان نما جانور ہیں جو وحی کے مقابلے میں عقل، دین کے مقابلے میں فلسفہ، خدا کے مقابلے میں نفس کی بندگی اور کلام اللہ کے مقابلے میں انسانی فکر و دانش کو ہادی و رہنما سمجھنے کے قائل ہوں۔ یہ وہ انسان ہیں جو خود کو قائم بالذات سمجھ کر اس بات کے دعویدار ہیں کہ انہیں خود اس بات کا کلی ادراک ہے کہ ان کے لیے کیا بہتر اور کیا ان کے لیے بہتر نہیں ہے؟ اس لیے وہ اپنے درمیان سے ان انسانوں کو جنہیں وہ دانشور فلسفی، سائنسدان، اہل فکر و نظر سمجھتے ہیں ان کی انفرادی اور اجتماعی آراء جو تھنک ٹینک (Think Tank) پارلیمنٹ اور عدلیہ کے ذریعہ پیش ہوتی ہیں، اس بات کا مکمل استحقاق رکھتی ہیں کہ کسی کام یا عمل کے صحیح و غلط اور جائز و ناجائز ہونے کا فیصلہ کریں۔ اسی طرح انسانوں کا نظام زندگی، مقصد زندگی اور شاہراہ زندگی کا تعین بھی یہ افراد اور ادارے کریں۔ جس طرح دنیا کے ہر مذہب کا ایک دیوتا ہوتا ہے اس انسان (Human Being) کا بھی ایک دیوتا ہے اور وہ خود انسان ہے۔

ہیومن رائٹرز کی موجودگی میں کروڑوں انسانوں کا قتل؟ ہیومن بینگ کی مذکورہ بالا تعریف پر کوئی مسلمان خواہ کمزور سے کمزور ایمان والا ہی کیوں نہ ہو پورا نہیں اترتا لہذا اُسے (Charter Of Human Rights) کے تحت کوئی حق نہیں مل سکتا بلکہ جس طرح جان لاک (John Locke) نے سرخ ہندیوں کو جو ایک روایت کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام کے پیروکار تھے، ان کا قتل اور ان کے املاک کی لوٹ مار کو اس

دار بنتا چلا جائے گا۔ یہی وہ انسان ہے جو خالق کائنات کو رب نہیں مانتا بلکہ اپنے نفس کو ہی اپنا رب بنا لیتا ہے۔ لہذا اس کا نفس اُسے جس بات کا حکم دے وہ جائز اور ناجائز حلال و حرام اور صحیح و غلط کی تمیز سے بالاتر ہو کر اُسے بجالانا اپنا فریضہ جانتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک خیر و شر وہی ہے جس کا تعین ”ہیومن بینگ“ کرے۔ ایسے انسان کی عقل خواہشات کے تابع ہو جاتی ہے اس لیے صحیح اور غلط کا فیصلہ خارج میں موجود کوئی قوت (دین، مذہب، خدا، عقیدہ) نہیں کرتی بلکہ داخلی طور پر عقل خود حرص و ہوس اور شہوات سے مغلوب ہو کر اچھے اور بُرے کا فیصلہ کرتی ہے لہذا اگر کسی ہیومن کی خواہش شراب پینے، جو اور سٹہ کھیلنے، سود کمانے یا بدکاری کرنے کی ہو تو اسے بلا تردد ان تمام کاموں کو بجالانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہ انسانی نفس کی خواہش اور چاہت ہے۔ البتہ اسے صرف اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان تمام رزائل کو رو بہ عمل لانے کے دوران کسی اور ہیومن بینگ کی اس طرح کی آزادی کی راہ میں اُسے رکاوٹ نہیں بنانا چاہیے۔ ایسا انسان ہی حقیقی معنی میں مغرب کی نظر میں اصلی ہیومن بینگ ہے۔

پوری انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ بیسویں صدی عیسویں میں خلق خدا کی بڑی اکثریت (Human Being) بن گئی ہے ورنہ سترویں صدی سے پہلے (Human Being) کا کوئی وجود نہیں تھا۔ لہذا مغرب جب حقوق انسانی (Human Rights) کی بات کرتا ہے تو اس سے مراد وہ مادر پدر آزاد

بندگی اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت و فرما برداری کی راہ کو حق سمجھتے اور جانتے ہیں۔ لہذا ان مجاہدین کو سگریٹ سے داغنا کرنٹ لگانا، ان کی کھال اُدھیڑنا، ان کو جلانا، اپنا پیشاب پینے پر مجبور کرنا، ان کے ساتھ استہزاء اور ٹھٹھا کرنا، ان کے بچوں کو قتل کرنا، ان کی خواتین کی عصمت دری کرنا، ان کے بزرگوں کی توہین کرنا، اس لیے جائز ہو جاتا ہے کہ یہ مغرب کی نظر میں انسان ہی نہیں ہیں۔ لہذا ہمارے یہاں وہ تمام ادارے اور تنظیمات جو حقوق انسانی کی علمبردار بنی ہوئی ہیں اور حقوق انسان اور حقوق العباد کو یکساں سمجھتے ہیں انہیں اس ضمن میں اپنی غلط فہمی جتنی جلدی ممکن ہو دور کر لینی چاہیے، ورنہ وہ اپنے آپ کو انسان سمجھتے رہیں گے جب کہ مغرب اُن کو جانور سمجھنے پر بھی راضی نہیں ہوگا کیونکہ مغرب کی نظر میں جانوروں کی بھی اچھے خاصے حقوق ہوا کرتے ہیں، جنہیں وہ ادا کرنا ضروری خیال کرتے ہیں اور ان کو قتل کرنا سنگین جرم و ظلم گردانتے ہیں جب کہ مسلمانوں کو اور ہر وہ شخص جو ہیومنزم (Humanism) کے نظریہ کا مخالف ہے اس کے قتل عام کو صحیح بلکہ ضروری سمجھتے ہیں۔



لیے جائز قرار دیا تھا کہ اُس کے بقول سرخ ہندی نہ تو انسان تھے اور نہ ہی انہیں اپنے انسان ہونے کا شعور تھا بلکہ جان لاک (John Locke) ان کے قتل کو اس لیے ضروری سمجھتا تھا کہ اُس کی نظر میں سرخ ہندیوں کی حیثیت آوارہ بھینسوں سے بالکل مختلف نہ تھی جن کو ختم کیے بغیر امریکی دولت میں اضافہ ممکن نہ تھا۔

اسی طرح بیسویں صدی کے بڑے سیاسی مفکر جان رالز لکھتا ہے کہ: جو افراد مطلق آزادی کو قدرِ مطلق کے طور پر قبول نہیں کرتے ان کو ختم کرنا اتنا ہی ضروری ہے کہ جتنا ایک متعدی وباء (Panemic) کا ختم کرنا آزادی کو رد کرنے والوں کو جواب دہیل سے نہیں گولی سے دینا چاہیے۔ اسی طرح مسلمان، جو ہیومنزم کے اس باطل عقیدہ کے قائل نہیں، ان کا قتل کرنا، ان کی املاک کو لوٹنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ہیومنزم کے فروغ کے لیے ضروری ہے۔ ثانیاً، کیونکہ یہ ہیومن ہیں ہی نہیں، ان کو چارٹر آف ہیومن رائٹس کے تحت کوئی حقوق حاصل نہیں۔ انہی گمراہ کن تعلیمات اور افکار و نظریات کو پیش نظر رکھ کر مغربی ممالک اور امریکہ نے عراق و افغانستان کے مسلمانوں کا بلا تخصیص جنس بڑے پیمانے پر قتل عام کیا اور اپنے اس گھناؤنے عمل پر کبھی کسی پشیمانی، پچھتاوے کا اظہار نہیں کیا۔

اسی طرح گوانتانامو بے اور ابو غریب میں مسلمان مجاہدین پر ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی روح فرسائندہ تشدد کیا گیا کیونکہ یہ مسلمان آزادی کے قائل نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی سچی اور حقیقی

## خواتین کا صفحہ

جانِ کونین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حقیقی پھوپھی

# حضرت اروی بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہ

سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی

آپ کا نام نامی اسم گرامی: ”اروی“

والد کا نام: حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

شوہر کا نام: عمیر بن وہب

قبول اسلام:

آپ کے قبولِ اسلام بلکہ سابقوں الاولون میں شامل ہونے پر اہل سیر خصوصاً علامہ ابن سعد اور ابن قیم کا اتفاق ہے۔

جب حضور پُر نور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دعوتِ اسلام کا آغاز فرمایا تو یہ بڑا آزمائش کا دور تھا اللہ کی وحدانیت اور حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رسالت پر ایمان لانا (معاذ اللہ) جرم تصور کیا جاتا تھا۔ اسی دور

میں حضرت طلیب (جو حضرت اروی رضی اللہ عنہا کے فرزند تھے) نے اسلام قبول کیا۔ ان دنوں جانِ کونین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر ”دارالارقم“ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت طلیب رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام کے بعد اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ماموں زاد بھائی حضور سید عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دین کو قبول کرنے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ماننے کی خبر پہنچائی۔

حضرت اروی رضی اللہ عنہا حضور جانِ کونین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے بہت

محبت فرماتی تھیں۔

انہوں نے فرمایا: ”بیٹا! تمہارا بھائی اس وقت مخالفین میں گہرا ہوا ہے، اس وقت انہیں تمہاری مدد کی بہت ضرورت ہے، اگر مجھ میں مردوں جیسی قوت ہوتی تو میں اپنے بھتیجے کو ان ظالموں سے ضرور بچاتی۔“

حضرت طلیب رضی اللہ عنہ نے والدہ سے قبولِ اسلام کا کہا تو آپ نے دوسری بہنوں کے انتظار کا کہا۔ حضرت طلیب رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا اور کہا کہ: ”آپ دوسروں کی خاطر وقت ضائع نہ کریں“ اور انہیں لے کر بارگاہِ رسالت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو گئے۔ جانِ کونین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے دامنِ رحمت میں جگہ عطا فرمائی اور دائرۃ اسلام میں داخل فرما کر صحابیت کا تاج عطا فرمایا۔

ابھی دعوتِ اسلام کا چوتھا سال چل رہا تھا کہ یہ دونوں ماں بیٹے قبولِ اسلام سے قبل بھی جانِ کونین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے بے حد محبت فرماتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت برداشت نہیں کرتے تھے۔ حضرت طلیب رضی اللہ عنہ اور حضرت اروی

دینی شروع کر دی۔ حضرت طلیب رضی اللہ عنہ اسلام کے لیے شدت جذبات رکھتے تھے۔ اس لیے کفار کی آنکھوں میں کھٹکتے تھے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا فرمایا۔ آپ دیگر مسلمانوں کے ساتھ ۷ برس حبشہ میں مقیم رہے۔ جب ہجرت مدینہ کا آغاز ہوا تو آپ واپس آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ شریف حاضر ہو گئے۔

حضرت اروی رضی اللہ عنہا اس عرصہ میں مکہ میں ہی مقیم رہیں۔ اپنے اکلوتے اور سعادت مند بیٹے کے فراق میں ۷ سال کا عرصہ بہت صبر سے گزارا۔

### وفات:

آپ کی وفات کب اور کہاں ہوئی اس سلسلے میں روایت معلوم نہیں۔ بعض غیر مصدقہ روایات کے مطابق سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد ان کی وفات ہوئی۔

آپ کے صاحبزادے حضرت طلیب رضی اللہ عنہ نے معرکہ بدر میں حصہ لیا اور بدری صحابہ کے لیے جان کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے جنت کی سند حاصل کی۔



رضی اللہ عنہا کی جانثاری کے یہ واقعات تقریباً تمام سیرت نگاروں اور تاریخ اسلام کے مؤرخین نے لکھے۔

(۱) ابولہب نے چند مسلمانوں کو قبول اسلام کے جرم میں قید کر لیا جب حضرت طلیب رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو ماموں کے رشتے کو پس پشت ڈال کر ابولہب کو خوب پیٹا۔ کفار مکہ نے ابولہب کو چھڑا کر حضرت طلیب رضی اللہ عنہ کو باندھ دیا لیکن خاندان بنی ہاشم کا لحاظ کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔ ابولہب نے بڑے غیض و غضب میں اپنی بہن سے شکایت کی تو آپ نے بیٹے کی حمایت کی اور فرمایا: ”طلیب کی زندگی کا بہترین وقت وہی ہے جب محمد کی مدد کرے“۔

(۲) ایک مرتبہ حضرت طلیب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ابوہباب بن عزیز داری حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا ہے آپ نے خاموشی سے جا کر اس کو قتل کر ڈالا۔

(۳) اسی طرح عوف بن صبرہ سہمی نے حضرت طلیب رضی اللہ عنہ کے سامنے حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی تو آپ سے برداشت نہ ہوا اور اونٹ کے جڑے کی ہڈی اس کے سر پر مار کر زخمی کر دیا۔

مندرجہ بالا واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں ماں بیٹے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت کرتے تھے۔

نبوت کا چھٹا سال شروع ہوا تو مکہ معظمہ میں مسلمانوں پر سختیاں اور زیادتیاں مزید بڑھ گئیں۔ چنانچہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو حبشہ کی جانب ہجرت کے لیے اجازت

## طب و صحت

Healthy  
Life

# تندرستی اور دراز عمر کا راز

تازہ ہوا، زود ہضم غذا، ورزش اور گہری نیند صحت و تندرستی کی گاڑی کے چار پہیے ہیں

﴿ انتخاب: مولانا حکیم سید بن احمد اشرف ﴾



گیا اور وہ صحت سلسلے میں ورزشوں پر اگرچہ اختلافات ہیں لیکن اس کے باوجود ذمہ دار ماہرین کا کہنا ہے کہ دل کی بہت سی بیماریوں کا علاج ورزشوں سے کیا جاتا ہے اسی طرح دوسرے امراض میں بھی ورزشوں کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے مثلاً امریکا کے ایک ڈاکٹر انسٹ سائمن کو مشاہدات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ورزشوں کے ذریعے جسم کو جو زیادہ آکسیجن ملتی ہے اس سے نظام عصبی کو تسکین پہنچتی ہے اور کام کرنے میں تھکن بھی کم محسوس ہوتی ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی میں ڈاکٹر جے اسٹیئر اور دوسرے محققین نے یہ انکشاف کیا ہے کہ حرکت کرنے سے خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے اور انسان اپنے آپ کو بہتر محسوس کرنے لگتا ہے۔ ورزش اور دماغی صحت میں گہرا تعلق معلوم ہوتا ہے۔ معمولی صحت کے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بہت جلد نفسیاتی الجھنوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آج کل جذباتی ہیجان اور دماغی صحت کے مسائل ماہرین نفسیات کے زیر غور ہیں۔ کچھ دن ہوئے نیویارک میں ”طب میں ورزش کی اہمیت“ کے موضوع پر ایک دلچسپ بحث ہوئی۔ جس میں پھر اسپرنگ

کچھ ہی دنوں پہلے کی بات ہے کہ نیویارک کے ایک معالج نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میرے پاس آنے والے آدھے سے زیادہ مریض روزانہ آدھے گھنٹے چہل قدمی کر کے اپنی صحت ٹھیک رکھ سکتے ہیں۔

اس معالج کا یہ جواب طبیاً نہ فکر میں ایک عظیم انقلاب کی نشاندہی کرتا ہے اور اس کی بنیاد وہی تحقیقات ہیں جو گزشتہ چند برسوں سے کشتی اور ورزش کے سلسلہ میں کی گئی ہیں اور جن سے معالجن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی ہیں۔ پچھلے چند سالوں میں جو طبی رپورٹیں شائع ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی ورزشیں تیزی سے بہت سی دواؤں کی جگہ لیتی جا رہی ہیں۔ یہاں تک کہ اب سینہ اور قلب کی بہت سی بیماریوں میں بھی ورزشوں کو دواؤں کی بہ نسبت زیادہ مفید سمجھا جانے لگا ہے کچھ دنوں پہلے کا واقعہ ہے کہ جب شدید دے کا ایک مریض ہسپتال میں لایا گیا تو مختلف دواؤں سے اس کا علاج کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن دواؤں سے اسے صحتیابی نہ ہوئی تو پھر اسے ہسپتال کے اندر ہی معمولی چہل قدمی کرنے کے لیے کہا

بہ نسبت کیا نہیں کرنا چاہئے، زیادہ اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔ دماغ کو یہ سوچ کر خوش رکھئے کہ آپ میں کوئی کمی نہیں ہے۔ آپ بھی چاق و چوبند ہیں۔ اگر آپ کسی چیز کے متعلق یہ سوچ لیں کہ ہے آپ کے لیے مفید ہے تو وہ آپ کے لیے مفید ہی ثابت ہوگی۔ ” آج “ کی اہمیت محسوس کیجئے۔ آج کا دن بھی اچھی طرح گزاریں گے تو آنے والا کل خوشی لے کر نمودار ہوگا۔ اگر آپ اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کی کوشش کریں گے، تو یہ کوشش آپ کو جوان بنائے رکھے گی۔ پچاس سال کی عمر کو پہنچ جانے کے بعد اگر آپ کا مقدر آپ کے اختیار کا نہیں ہے تو غذا پر تو قابو رکھیے۔

پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کی غذا سے آپ کا مقدر اتنا وابستہ ہے کہ خیال بھی نہیں آسکتا۔ بھوک نہ ہو تو کھانا نہ کھائیے۔ بھوک اور خواہش میں تمیز کرنا سیکھئے۔ غذا چبا کر کھائیے۔ آپ جو لقمہ بغیر چبائے نگل جاتے ہیں وہ آپ کے تابوت کی کیل بن رہا ہے۔ آنت کی گھانت میں جراثیم کونہ لگائیے۔ اس باسی ہوا ہی پر اکتفا نہ کیجئے جو آپ کی ناک کے نیچے ہو۔ جب آپ گندے کپڑے نہیں پہنتے یا خراب غذا میں نہیں کھاتے تو پھر گندی ہوا میں سانس کیوں لیں۔ خوب ہنسی، اپنے اندر تازہ ہوا بھریئے اور تندرست رہیے۔ پچاس سال کی عمر کے بعد خون میں دوران پیدا کیجئے، جسم سے ورزش کرائیے۔ یاد رکھیئے اس عمر کا آرام جسم کو زخم خوردہ بنا دیتا ہے۔ لیکن تندرست رہنے کے لیے جسم پر جبر نہ کیجئے۔ زور کرنے اور زور ڈالنے میں نہایت

فیلڈ کالج کے ڈاکٹر پیٹر نے انکشاف کیا کہ انسان کا جسم ۱۴ ہارس پاور کے برابر قوت پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن انسانی قوت جو جسم کے اندر پوشیدہ رہتی ہے۔ اگر اسے استعمال نہ کیا جائے تو تھکن اور دوسری پریشان کن علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک حالیہ میڈیکل رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ ایک پچاس سال کی عمر کے آدمی کو بے خوابی، تھکن اور سستی کی شکایت ہو گئی۔ اسے گھر سے دفتر اور دفتر سے گھر پیدل جانے اور ہفتہ میں ایک بار گولف کھیلنے کا مشورہ دیا گیا۔ کوئی دوا تجویز نہیں کی گئی۔ چند ہی مہینوں میں وہ صحتیاب ہو گیا۔ اسے رات کو گہری نیند آنے لگی۔ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ دماغی الجھنوں اور جسمانی بیماریوں میں ہوا خوری اور ورزش سے وہ فائدہ کیسے ہوگا جو صرف دواؤں ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ بات اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ کسی معالج سے مشورہ کرنے کے بعد ہلکی پھلکی ورزش کر کے نہ صرف بہت سی بیماریوں کو دور کیا جاسکتا ہے بلکہ ان ورزشوں سے جسم اور دماغ کے درمیان ایک خوشگوار تعلق بھی پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اور یہی تعلق انسان کی عمر بھی بڑھا سکتا ہے۔ اس دریافت و انکشاف کی روشنی میں یقین و اعتماد کے ساتھ عملی قدم اٹھایا جائے تو نہایت اہم نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

پچاس سال کے لوگوں کے مشاغل

مشہور مغربی مفکر روبرٹ نے اپنے ایک مقالہ میں لکھا ہے پچاس سال کی عمر تک پہنچ جانے کے بعد کیا کرنا چاہئے؟ ” کی

## بقیہ ”فقہی سوالات کے جوابات“

البتہ اگر کوئی بالکل گناہوں سے پاک، نیک و پرہیزگار ہو تو بھی یہ یاد رہے کہ تکالیف صرف گناہوں کی وجہ سے نہیں آتیں، بلکہ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے امتحان بھی ہوتی ہیں جن سے وہ اپنے محبوب بندوں کو آزماتا ہے لہذا مصیبتوں، پریشانیوں اور غموں کا آنا اور اس پر صحیح معنوں میں صبر کرنا اللہ پاک کے قریب کرنی والی چیزوں میں سے ہے اور اس کی برکت سے اللہ پاک کے ہاں بندے کے درجات بلند ہوتے ہیں اور وہ اخروی انعامات کا مستحق قرار پاتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من یرد اللہ بہ خیرا یصب من یعنی اللہ پاک جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے مصیبت میں مبتلا فرمادیتا ہے۔

(صحیح بخاری، ص: ۱۲۵، الحدیث: ۵۶۳۵، مطبوعہ: ریاض)

یہی وجہ ہے کہ ہم سے زیادہ مصیبتیں اور آزمائشیں انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر آئی ہیں۔ جس کی بیشتر مثالیں قرآن و حدیث میں موجود ہیں، حالانکہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ہم ہرگز ان حضرات سے زیادہ نیکو کار نہیں ہو سکتے۔ اللہ پاک ہم سب کو مصیبتوں پر صبر کرنے والا بنائے۔ آمین

معمولی فرق ہے۔ ایسے لوگوں سے تعلقات پیدا کیجئے جو آپ کو خوش رکھ سکیں، دلچسپ ہوں اور مفید۔ عمر کو طویل بنانے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اس کو مختصر ہونے سے بچایا جائے۔ عمر کے پچاس سال کے بعد اپنی بے جا خواہشات پر قابو رکھنا بے حد ضروری ہے بالخصوص کھانے پینے کے معاملے میں محتاط رہنے اپنے دماغ کو برے خیالات اور برے منصوبوں سے محفوظ رکھیے۔ یاد رکھیں کہ آپ کی سب سے بڑی فتح یہ ہے کہ آپ کا دماغ ترقی کرے اور اس میں اچھے خیالات پیدا ہوتے رہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ڈھلوان پہاڑی پر بہترین بریک ہلکی رفتار ہے۔ اس لیے زندگی کے اتار پر سب سے اچھا بریک میانہ روی ہے۔ گاڑی کے چار پہیوں کی طرح منزل مقصود تک لے جانے کے لیے آپ کے بھی چار پہیے ہیں: تازہ ہوا، زود ہضم غذا و ورزش اور گہری نیندان چار باتوں پر خصوصی توجہ دیجئے۔

## مونگ پھلی

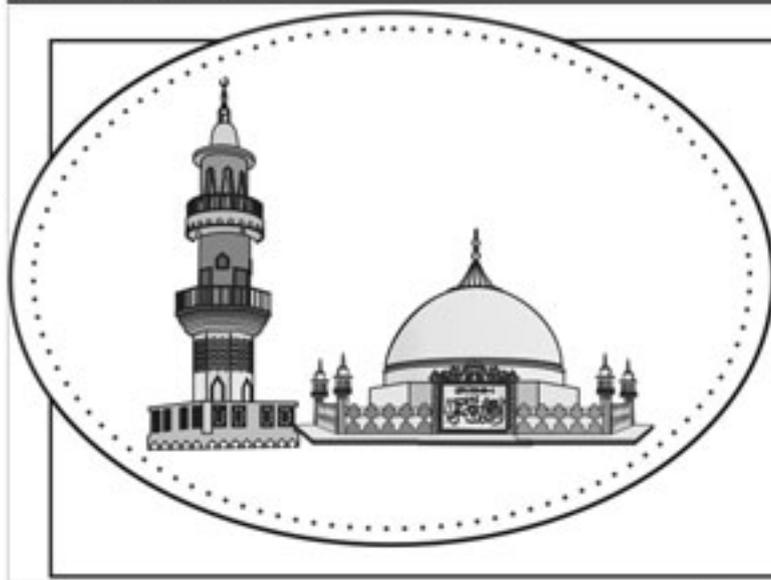
(۱) ۱۰۰ گرام کچی مونگ پھلی میں ایک کلو دودھ کے برابر لحمیات ہوتے ہیں۔

(۲) مونگ پھلی معدے اور پھیپھڑوں کو طاقت دیتی ہے۔

(۳) مونگ پھلی کمزور ہڈیوں کو مضبوط بناتی ہے۔

(۴) مونگ پھلی کا استعمال سرطان (Cancer) کے خلاف

لڑنے میں مدد دیتی ہے۔



# الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

جلسہ میلاد النبی ﷺ:

سالانہ محفل نعت و بیان:

۲۰ اکتوبر بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء ڈاکٹر باسط انصاری اشرفی و اہل خانہ کے زیر اہتمام محفل میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں شہر کراچی کے مشہور و معروف ثناء خواں نے شرکت کی جن میں الحاج محمود الحسن اشرفی، صاحبزادہ سید علی المرتضیٰ اشرف جیلانی، جناب محمد خاور نقشبندی اور جناب محمد عبید قادری شامل ہیں۔ مخدوم زادہ مکرم اشرف جیلانی نے تلاوتِ کلامِ پاک سے محفل کا آغاز کیا۔ ایک گھنٹے ثناء خوانی ہوئی اس کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے مختصر انداز میں تعظیم رسول ﷺ پر گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد ڈاکٹر باسط انصاری کی صاحبزادی کی ”تقریب بسم اللہ خوانی“ ہوئی۔ محفل کے اختتام پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تمام حاضرین اور خصوصاً فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لیے دعا فرمائی۔

محفل میلاد النبی ﷺ:

۲۱ اکتوبر بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد نمبرہ، گلستان جوہر جناب قاری محمد صدیق امیر قادری مدظلہ العالی نے ہر سال کی

۱۵ اکتوبر بروز جمعرات بعد نمازِ عشاء آجک سید جماعت کمیونٹی ہال، کھارادر میں جناب محمد عمر اشرفی و اہل خانہ کے زیر اہتمام سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں قرآن مجید کے تیسرے پارے کی ابتدائی آیات کی تفسیر اور شانِ رسالت ﷺ پر گفتگو فرمائی۔ خطاب سے قبل صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کی۔

درسِ حدیث:

۱۶ اکتوبر بروز پیر بعد نمازِ ظہر ریڈیو پاکستان کے زیر اہتمام درسِ حدیث ریکارڈ کرانے کا اہتمام ہوا۔ جس میں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تقریباً تین مختلف احادیث سے درسِ حدیث ریکارڈ کروایا۔ الحمد للہ! کئی سال سے روزانہ بعد نمازِ فجر FM-93 سے جو پروگرام نشر کیا جاتا ہے اس میں مختلف دنوں میں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کسی نہ کسی عنوان پر گفتگو فرماتے ہیں۔

طرح اس سال بھی محفل بعنوان میلاد النبی ﷺ واظہار یکجہتی فلسطین کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں ”شعائر اللہ کی تعظیم و توقیر“ پر گفتگو فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ اہل فلسطین اور سرزمین قدس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اس موقع پر آپ نے تمام علماء و مشائخ کی موجودگی میں ملک پاکستان و دیگر اسلامی ممالک کی افواج کو یہ پیغام دیا کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کا فی الفور اعلان کریں اور جس طرح بھی ہو سکے مظلوموں کی داد رسی کریں اس کانفرنس میں شہر کراچی اور خصوصاً گلستان جوہر کے تمام آئمہ و مشائخ نے خصوصی شرکت کی۔ جن میں حضرت علامہ محمد اشرف گورمانی، حضرت علامہ غلام مرتضیٰ مہروی، حضرت علامہ مفتی محب النبی فخری، حضرت علامہ ثاقب صدیق امیر، حضرت علامہ محمد عباس نقشبندی، حضرت علامہ عمر فاروق قادری و دیگر شامل ہیں۔ مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوة و سلام کا نذرانہ پیش کیا، صلوة و سلام کے بعد دعا اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

سالانہ گیارہویں شریف:

صاحبزادہ سید وہاب اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید نجیب اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید محمود اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی اور صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی شامل ہیں۔ مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے ”لطائف اشرفی اور شانِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ“ کے موضوع پر مفصل گفتگو فرمائی۔ محفل کے اختتام پر صلوة و سلام اور خصوصی دعا کا اہتمام ہوا۔

### ماہانہ درس قرآن:

۳ نومبر بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء حلقہ اشرفیہ نیو کراچی کی جانب سے جامع مسجد نورانی، 11G نیو کراچی میں ماہانہ درس قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات پر گفتگو فرمائی۔ خطاب سے قبل صاحبزادہ سید جہانگیر اشرف جیلانی نے بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کیا محفل کے اختتام پر لنگر کا اہتمام ہوا۔

### سالانہ عرس مبارک:

۳ نومبر بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء حضرت علامہ سہیل رضا اشرفی اور جناب عبدالخالق اشرفی کے زیر اہتمام خانقاہ اشرفیہ اورنگی ٹاؤن میں حضرت علامہ پیر محمود الحسن اشرفی (خلیفہ سرکارِ کلاں) کا سالانہ عرس منعقد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب مخدوم زادہ

۲۷ اکتوبر بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء درگاہ عالیہ اشرفیہ میں سالانہ گیارہویں شریف کا اہتمام ہوا۔ بعد نمازِ عشاء مسجد قطب ربانی کے امام قاری سلطان نقشبندی نے تلاوت کلام مجید سے محفل کا آغاز کیا۔ خانوادہ اشرفیہ کے شہزادوں نے بارگاہ رسالت ﷺ اور بارگاہِ غوثیت میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش کی۔ جن میں

ہنر پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ الحمد للہ! سمنانی ویلفیئر کے زیر اہتمام مختلف کورسز کا سلسلہ جاری ہے۔ جس میں عقائد کورس، تفسیر کورس، فہیم دین کورس، فرض علوم کورس، ڈیجیٹل مارکنگ کورس، گرافکس ڈیزائننگ کورس و دیگر شامل ہیں۔ قارئین الاشراف! سے ہماری گزارش ہے کہ وہ بھی سمنانی ویلفیئر کا ساتھ دیں اور دینی و دنیاوی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

### جشن کوثر:

۱۱ نومبر بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء حضرت پیر سید کوثر بابا علیہ الرحمہ کا سالانہ عرس مبارک منعقد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں ”شانِ اولیاء“ پر گفتگو فرمائی اور بزرگانِ دین کے نقش قدم پر چلنے کی اہمیت کو بیان کیا آپ کے خطاب کے بعد محفل کا سلسلہ جاری رہا۔ ملکِ پاکستان کے مشہور و معروف شہداء خواں نے اپنے انداز میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ اس پروگرام میں زینت المشائخ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی نے بھی خصوصی شرکت فرمائی۔ سالانہ عرس مبارک:

شہزادہ غوث الوری حضرت سیدنا سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمہ کا عرس مبارک حیدرآباد میں آپ کے مزار مبارک سے متصل خانقاہ میں نہایت عقیدت و شان و شوکت کے ساتھ منایا گیا۔ جس میں مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا عرس مبارک ۹ روز تک جاری رہا اور یہ تمام پروگرام حضرت پیر حاجی گلشن الہی مدظلہ العالی کے زیر سرپرست منعقد ہوئے

سید مکرم اشرف جیلانی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں شانِ اولیاء و تعلیماتِ صوفیاء پر گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد مولانا سہیل رضا اشرفی نے حضرت کا شکر یہ ادا کیا اور پرچم کشائی ہوئی محفل کے اختتام پر لنگر کا اہتمام ہوا۔

### سالانہ محفل گیارہویں شریف:

۴ نومبر بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء حلقہ اشرفیہ موسیٰ لین کے زیر اہتمام مدرسہ فیضانِ برکات موسیٰ لین میں سالانہ محفل گیارہویں شریف کا اہتمام ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ابتدائی دور اور حصولِ علم پر گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد حضرت علامہ پیر سید محمد اقبال نورانی چشتی صابری مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔ ڈیجیٹل مارکنگ کورس:

۵ نومبر بروز اتوار بعد نمازِ ظہر الحمد للہ! سمنانی ویلفیئر کے زیر اہتمام ۳ ماہ سے جاری ”ڈیجیٹل مارکنگ کورس“ کی اختتامی تقریب ”جامعہ طاہر اشرف“ کے ہال میں منعقد کی گئی۔ اس پروگرام کی صدارت حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ اس موقع پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے کورس میں شرکت کرنے والے تمام طلباء کو کورس کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی اور انہیں سرٹیفکیٹ بھی تقسیم کیے آپ نے اپنے خطاب میں دورِ جدید کی ضروریات پر گفتگو فرمائی اور بتایا کہ: سمنانی ویلفیئر کس طرح طلباء و طلبات میں